خوشبو ادیبؔ تیری نعتوں سے آ رہی ہے
اک بار کیا گیا ہے دربارِ مصطفیٰ میں

خوشبوئے ادیبؔ

حضرتِ ادیبؔ رائے پوری کا نیا اضافی نعتیہ کلام

مرتب

پروفیسر سید اصغر علی

نظرِ ثانی

ڈاکٹر شہزاد احمد
(ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی)
مدیر "حمد و نعت" کراچی

مدحت پبلشرز

www.facebook.com/owaisoloGy

اضافی نیا نعتیہ کلام ''خوشبوئے ادیبؔ''/2017ء

☆

حضرتِ ادیبؔ رائے پوری کا تمام اضافہ شدہ نیا نعتیہ کلام ''خوشبوئے ادیبؔ'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔ اس تمام نعتیہ کلام کی اشاعت کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کلامِ ادیبؔ کی طباعت تقریباً اب مکمل ہو چکی ہے۔

www.facebook.com/owaisoloGy

کیا شان میں لکھے گا کوئی ان کا قصیدہ
جیسے وہ ہیں ویسا نہ تو دیدہ نہ شنیدہ

جب یاد کیا قلب ہوا نافۂ آہو
جب نام لیا ہو گئے لب شہد چکیدہ

رکھ ایک طرف فکر کو قرطاس و قلم کو
اشکوں سے بھی لکھ ان کی ثناء اُن کا قصیدہ

دیکھا ہے بلندی پہ ہر اک جا سرِ افلاک
لیکن اسے دیکھا ہے مدینہ میں خمیدہ

حسرت میں زیارت کی بہے جاتے ہیں آنسو
اچھا ہے وضو کرتا ہے دیدار کو دیدہ

کیا اس کو خریدیں گے سلاطینِ زمانہ
اے رحمتِ عالم تری رحمت کا خریدہ

اُمت ہے بہت زار و پریشان، کرم کر
چادر بھی دریدہ ہوئی دامن بھی دریدہ

وہ شاعری اچھی کہ دکھائے جو یہ منظر
آغوشِ کرم میں سگِ دنیا کا گزیدہ

محتاج نہ ہوگا کبھی وہ ہاتھ جو لکھے
اس معطیٔ و مُنعِم کی سخاوت کا قصیدہ

محروم نہیں ہوں گی بصارت سے وہ آنکھیں
گو خواب سہی، ہوں رُخِ انوار کی دیدہ

بس ایک ہی جھونکا ہے بہت شہرِ نبی کا
آواز یہ دیتے ہیں تن و قلبِ تپیدہ

لایا درِ رحمت پہ تجھے جادۂ رحمت
کافی تری بخشش کے لیے ہے یہ قصیدہ

جس راہ سے گذرا ہے ادیبؔ ان کی ثناء میں
رخشندہ تابندہ و درخشاں و دمیدہ

☆☆☆

☆

میں ان کو دیکھوں وہ دیکھیں مجھے یہ کام رہے
اسی میں صبح رہے اور اسی میں شام رہے

☆

ہمیں کیسی فکر کہ مصطفیٰ ہیں وکِیلِنَا ہیں کَفِیلِنَا
کہ خدا کے بعد وہی تو ہیں جو مَجِیدِنَا جو مُجِیبِنَا

ملا ایسا رہبر و پیشوا جو ہر اک کے درد کی ہے دوا
وہ حَبِیبِنَا وہ طَبِیبِنَا، وہ طبیبِ روح و قلوبِنَا

وہ جو کُن فکاں کا سبب بنے وہی تاجدارِ عرب بنے
وہ ہمارے واسطے عونِنا، وہ عیانِنَا و معینِنَا

وہی لذّتِ شبِ تار میں وہی روشنیٔ خیال میں
وہی شمسنا وہی بدرِنا وہی نجمنا وہی نورِنا

وہ جو سرِّ عشقِ رسول ہے وہ بیاں کروں تو میں کیا کہوں
وہ قرآنِنَا وہ حدیثنا، وہ رکوع نا، وہ سجودِنا

ہمیں خستہ حالی کا غم نہیں، کوئی رنج اور الم نہیں
کہ ہیں چارہ گر وہی غوثِنا وہ غیاثِنا وہ مغیثنا

وہ ہر ایک دور کے رہنما جو گذر گیا جو اب آئے گا
وہ ہی ابتداء وہی منتہا، وہ قدیمنا وہ جدیدنا

نہ کہے ادب سے زباں مگر، انہیں سب کے حال کی ہے خبر
خدا نے رُتبے دیئے انہیں (وہ شہودنا وہ شہیدنا) وہ علیمنا وخبیرنا

نہ ہو دل میں ظلمتِ شب کا ڈر، رہے لب پہ ورد سدا اگر
کہ حضور آپ ہیں نورنا، ہیں سراجنا ہیں منیرنا

میری ذات میں میرے نام میں لگے چار چاند کلام میں
مری نعت میں وہ خطیبنا، وہ فصیحنا وہ بلیغنا

ہمیں خوفِ حشر ادیبؔ کیوں، کہ انہی کی مدح و ثنا میں ہیں
کہ قرآن جن کے لیے کہے وہ رؤف نا وہ رحیمنا

☆☆☆

☆

غور سے اس کو سنئے عقیدہ مرا اور عقیدہ بھی ایسا کہ ایمان ہے
جو محمد کی نعتیں سناتا ہے وہ کوئی ہو مری نظروں میں ہے محترم

☆

❀

میرے لفظوں میں شمس الضحیٰ ہے مرے لہجہ میں بدرالدجیٰ
مشعلِ مدحتِ مصطفیٰ ہوں، ہر اندھیرے کو میں جگمگا دوں

ایسی اک نعت لکھنے کی یارب مجھ کو توفیق دے زندگی میں
ان کی زُلفوں کی خوشبو سنگھاؤں ان کے قدموں کی آہٹ سنادوں

اک یہی آرزو رہ گئی ہے، ان کے دربار تک ہو رسائی
اپنی پیشانی اس در پہ رکھ دوں ساری دنیا کو پھر میں بُھلا دوں

وہ میری شاعری میرا فن ہیں، میں سخن ہوں وہ جانِ سخن ہیں
اپنا سب کچھ انہیں کا دیا ہے، اپنا سب کچھ انہیں پر لُٹا دوں

قافلے جا رہے ہیں مدینے اور حسرت سے میں تک رہا ہوں
یا لپٹ جاؤں قدموں سے ان کے یا قضا کو پھر اپنی صدا دوں

مری بخشش کا ساماں یہی ہے میرے دل کا بھی ارماں یہی ہے
ایک دن ان کے روضہ پہ جا کر ان کی نعتیں انہیں کو سنا دوں

ہے تمنا کے ڈھل جاؤں یا رب، پیکرِ اُسوۂ مصطفیٰ میں
مسکراؤں اگر سنگ برسیں ہر بُرے کو بھلی سی دُعا دوں

عشق ہے آگ، آنسو ہے پانی، دونوں یک جا ہیں عشقِ نبی میں
یہ کرشمہ ہے نعتِ نبی کا، جب کہو یہ کرشمہ دکھا دوں

کاش آئے ان کی سواری، اے ادیبؔ ان کے قدموں کے نیچے
کھینچ کر روح کو تن سے باہر اس کی چادر بنا کر بچھا دوں

☆☆☆

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر لب پر ہے ذکر یہ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ اُمت، رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
عکسِ جمالِ حسنِ الٰہی رحمتِ رحماں ظلِّ پناہی
ختمِ رسالت نعمتِ اتم صلی اللہ علیہ وسلم
ایسی اک تصویر بنائی جس کا مصور خود شیدائی
ذکر ہمارا کیا اور کیا ہم صلی اللہ علیہ وسلم
ذوقِ سفر کو عرش مکاں ہے گردِ سفر میں کاہکشاں ہے
خادم ہیں جبریل مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم
جن کا مبارک نام اذاں میں جن کا مقدس ذکر قرآں میں
سب سے مؤخر سب پہ مقدّم صلی اللہ علیہ وسلم
صبح انہی کے شام انہی کے گردش میں سب جام انہی کے
عظمتِ انساں رُتبۂ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
نیند ہماری چین ہمارا نامِ محمد پیارا پیارا
غم کا مداوا زخم کا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک طرف سب خلقِ خدا ہے ایک طرف وہ صلِ علیٰ ہے
ہر شے ان کی شان سے ہے کم صلی اللہ علیہ وسلم
حسنِ سخن صد رنگِ گلستاں جنبشِ لب آغازِ بہاراں
اُمی کی گفتار کا عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عرشی فرشی جنّ و ملائک حور و غلماں اور ادیب
اُن کی ثناء میں ہر پل ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

وَاللہ

ان کی تعریف و ثناء ان پہ درود اور سلام
یہ مقدّر یہ نصیبا یہ عنایت واللہ

ان کے دیدار کی حسرت ہے کہیں بھی نکلے
بر زمیں زیرِ زمیں، کوئی ہو صورت واللہ

خوب صورت ہے ہر اِک حرفِ ثناء کی صورت
بخشوانے کی ہوئی خوب یہ صورت واللہ

بابِ جبریل ہو اور خاک نشینوں کی جبیں
اے فلک ہم کو بھی دے ان سے یہ قربت واللہ

یوں تصوّر میں رہے گنبدِ خضریٰ کب تک
آپ چاہیں تو یہ بن جائے حقیقت واللہ

ان کی چوکھٹ سے بہت دور ہے دُنیا کا فریب
سایہ افگن ہے جہاں ان کی محبت واللہ

چوٹ کیسی بھی لگے زخم کا مرہم تو ہیں آپ
کرتی ہے کارِ مسیحائی یہ نسبت واللہ

شرط ہے زخم کی مرہم کے طلب گاروں پر
ان کے مائل بہ کرم ہونے کی صورت واللہ

کلمۂ عشق پڑھا کلمۂ توحید کے ساتھ
عشق و توحید کی دیکھی جو یہ وحدت واللہ

ڈھونڈتی ہے

ستارے نہ شمس و قمر ڈھونڈتی ہے
محمد کا روضہ نظر ڈھونڈتی ہے

وہ گنبد وہ جالی، وہ در ڈھونڈتی ہے
یہ منظر مری چشمِ تر ڈھونڈتی ہے

مدینے سے آئے صدا مرحبا کی
زباں نعت میں وہ اثر ڈھونڈتی ہے

مری چشم ہر چشمۂ تیرہ شب میں
مدینے کا نورِ سحر ڈھونڈتی ہے

مری روحِ بیتاب اور جانِ مضطر
دیارِ محمد میں گھر ڈھونڈتی ہے

تڑپتی ہے جب روح چلئے مدینے
تو پرواز کو بال و پَر ڈھونڈتی ہے

ادیبؔ ان کی نعتیں اِدھر جب ہے لکھتا
مجھے اُن کی رحمت اُدھر ڈھونڈتی ہے

☆☆☆

یارسول اللہ

یہ حسرت یہ تمنا ہے ہماری یا رسول اللہ
تمہارے در کے کہلائیں بھکاری یا رسول اللہ

نگاہِ لطف سے ایک بار پھر دیکھو غلاموں کو
پریشاں حال ہے اُمت تمہاری یا رسول اللہ

جسے دنیا نے ٹھکرایا تمہارے در پہ آنکلے
تمہیں نے کی ہے اس کی غم گساری یا رسول اللہ

لحد میں روزِ محشر، عاشقوں کے کام آئے گی
تمہارا نام اور نسبت تمہاری یا رسول اللہ

تمہارا در تمہارے گنبدِ خضریٰ کے سائے میں
گذر جائے ہماری عمر ساری یا رسول اللہ

تمہاری دید ہو جائے ہماری عید ہو جائے
جو دیکھیں خواب میں صورت تمہاری یا رسول اللہ

ہمارا زُہد اور تقویٰ تمہاری نعت لکھنا ہے
کہ رکھنا لاج محشر میں ہماری یا رسول اللہ

تمہارا روضۂ اطہر تمہارے شہر کی گلیاں
ہمارا عرش اور جنّت ہماری یا رسول اللہ

تمہارا نام دیں، نسبت یقیں اور غم ہے سرمایہ
تمہارا ذکر ہے دولت ہماری یا رسول اللہ

کریں گے آپ روزِ حشر یہ ایمان ہے میرا
ادیبِ خوش نوا کی غم گساری یا رسول اللہ

☆☆☆

☆

اپنے دامن میں ہم کو چھپا لیجیے
گردشِ دو جہاں سے بچا لیجیے
ہیں بُرے یا بھلے، ہیں تو ہم آپ کے
صدقہ حسنین کا اِک نگاہِ کرم کیجیے

☆

عجب ہے رنگ عجب ہے فضاء مدینے میں
برس رہی ہے کرم کی گھٹا مدینے میں

طواف کر کے حرم کا چلو مدینے چلو
ملے گا اب تمہیں اس کا صلہ مدینے میں

ہُوا ہے دفن بریلی میں جسد عاشق کا
ہے روحِ حضرتِ احمد رضا مدینے میں

ہر ایک آنکھ کی ہے جستجو دیارِ حبیب
ہر ایک قلب کا ہے مدعا مدینے میں

تھا کیف روح میں دل میں سرور آنکھ میں نم
نمازِ عشق ہوئی جب ادا مدینے میں

خدا کو ڈھونڈنے والے سبھی وہیں پہنچے
سُنا یہ جب ہے خدا کی رضا مدینے میں

اسی کی چیز محمد ہاتھ سے محمد کے
بہشت بانٹ رہا ہے خدا مدینے میں

دکھا کے طور پر اک بار حق نے اپنا جمال
کس اہتمام سے پردہ کیا مدینے میں

رہا نہ رشتہ کوئی شب کا ظلمتِ شب سے
بنا جو مسکنِ شمس الضحیٰ مدینے میں

سب اس کا طوف کریں وہ طواف کس کا کرے
یہ بات پوچھنے کعبہ گیا مدینے میں

ادیبؔ مار کے دونوں جہان کو ٹھوکر
خدا سے مانگ رہا ہے قضا مدینے میں

☆☆☆

رحمت للعالمیں

مدعائے کن فکاں ہیں رحمت للعالمیں
زینتِ کون و مکاں ہیں رحمت للعالمیں

جن کے نقشِ پا ہیں کعبہ اہلِ ایماں کے لیے
قبلہ گاہِ عارفاں ہیں رحمت للعالمیں

دافعِ رنج والم ہیں ہر پریشاں کے لیے
چارۂ بیچارگاں ہیں رحمت للعالمیں

خالقِ کون ومکاں ہے رحمتِ عالم کا رب
شوکتِ کون و مکاں ہیں رحمت للعالمیں

عفوِ عصیاں کے لیے پیشِ خدائے ذوالجلال
بے زبانوں کی زباں ہیں رحمت للعالمیں

ہے کوئی نا کوئی ایسی بات کہ تجھ پر ادیبؔ
اس قدر جو مہرباں ہیں رحمت للعالمیں

☆☆☆

دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی
روشن ہیں تیرے نور سے سورج بھی قمر بھی

دی طائروں نے تیری رسالت کی گواہی
بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

جس وقت چلے تم ہوئے خوشبو سے معطر
کوچے بھی مکانات بھی دیوار بھی در بھی

محبوب دو عالم ہے کدھر دیکھئے دیکھے
مشتاق نگاہوں کے اِدھر بھی ہیں اُدھر بھی

دے ڈالیں گے جاں شربتِ دیدار کے بدلے
مرنے پہ جو ملتا ہے تو ہم جائیں گے مر بھی

اک میں ہی نہیں سب ہیں تیرے چاہنے والے
اللہ بھی حوریں بھی فرشتے بھی بشر بھی

ڈیوڑھی پہ بھکاری ہیں کھڑے آس لگائے
یا شاہِ دو عالم نگہِ لطف اِدھر بھی

☆☆☆

سخن ہے زمیں آسماں مصطفیٰ ہیں
تخیل نہ پہونچا جہاں مصطفیٰ ہیں

یہ دولت انہی کے کرم کی بدولت
جدھر دیکھتا ہوں وہاں مصطفیٰ ہیں

یہ رُتبہ مدینے پہنچ کر ملا ہے
کہ ہم میہماں، میزباں مصطفیٰ ہیں

چراغ محبت جلے تو خبر ہو
جہاں روشنی ہے وہاں مصطفیٰ ہیں

جلائے گی دوزخ مجھے کس طرح تو
کہ میرے تیرے درمیاں مصطفیٰ ہیں

کرم کی گھٹا اور رحمت کی بارش
یہ دونوں جہاں ہیں وہاں مصطفیٰ ہیں

اب اس سے بھلی اور تعریف کیا ہو
سخن ہے خدا کا زباں مصطفیٰ ہیں

ادیبؔ ان کی محفل جہاں بھی سجی ہے
یقیں کہہ رہا ہے وہاں مصطفیٰ ہیں

☆☆☆

اللہ کی رحمت بن کر سرکارِ مدینہ آئے
رحمت کا خزانہ لے کر سرکارِ مدینہ آئے

اس شان سے کوئی نہ آیا، رحمت کا گھر گھر سایہ
وہ سایۂ رحمت بن کر سرکارِ مدینہ آئے

یہ ماہ ربیع الاوّل، رحمت کا برستا بادل
یہ کہہ کے وہ برسا گھر گھر سرکارِ مدینہ آئے

گر شاہِ اُمم نہ آتے، ہم کس کے در پر جاتے
عاصی کی حمایت بن کر سرکارِ مدینہ آئے

ثانی نہیں اس دنیا میں، پہلے بھی نہیں تھا کوئی
وہ نور کا پیکر بن کر، سرکارِ مدینہ آئے

ہر خار کو پھول بنایا، منگتوں کو شاہ بنایا
جب قاسمِ نعمت بن کر سرکارِ مدینہ آئے

یہ کام ادیبؔ ترا ہے لفظوں میں رنگ بھرا ہے
دل خوش ہے نعت سنا کر سرکارِ مدینہ آئے

☆☆☆

خوں کے پیاسوں کی جاں بخشنے آگئے بے اماں کو اماں بخشنے آگئے
آدمی کو محبت کی خوشبو ملی آمدِ مصطفیٰ سے خدا کی قسم

ان سے پہلے جو آئے تھے سارے نبی ان کی میلاد کے منتظر تھے سبھی
ان کے رُتبہ کی نبیوں کو تھی آگہی کوئی ان کی ثنا کیا کرے گا رقم

ان کی خاطر بنائے زمین و زماں وہ نہ ہوتے نہ ہوتے مکین و مکاں
سچ کہا یہ ادیبؔ آپ نے سچ کہا وجہِ تخلیقِ عالم ہیں شاہِ اُمم

لائے تشریف دنیا میں شاہِ اُمم ابتدا بھی کرم، انتہا بھی کرم
جن کو دھتکارتے تھے جہاں میں سبھی، آپ آئے تو وہ ہوگئے محترم

غرق تھے معصیت میں گنہ گار جو، رکھ لیا آ کے ان عاصیوں کا بھرم
یہ تو کچھ بھی نہیں اِن سے لاکھوں ہوا، جن پہ اُن کی عطا، جن پہ اُن کا کرم

☆☆☆

اللہ کرم اللہ کرم

اللہ کرم اللہ کرم آباد رہے نعتوں کا جہاں
اس نعت نبی کی نسبت سے کھوٹا بھی کھرا ہوتا ہے یہاں

انداز ہو جامیؔ کا جس میں سعدیؔ کا لب و لہجہ ہو جہاں
پھر نعت شفا دیتی ہے اُنھیں مجروحِ ستم جو بھی ہو جہاں

دوری پہ مدینے سے اپنی روتے ہیں جو راتوں کو اُٹھ کر
ہے ذکرِ شہِ لولاک لما، ان درد کے ماروں کا درماں

اللہ کرم جس پر کر دے جامیؔ بھی وہی سعدیؔ بھی وہی
ہر اِک کو رنگ جدا بخشا ہر اک کو جدا بخشی ہے زباں

واعظ مجھے اتنا بھی نہ ڈرا، میں خوف سے تیرے مر جاؤں
کچھ ابرِ کرم کی بات بھی کر، پیاسے ہیں کرم کے لوگ یہاں

پھر علم کی بے توقیری ہے پھر جہل کا بول ہے نعتوں میں
آجاؤ خدارا پھر جامیؔ مٹ جائیں جہالت کے یہ نشاں

پڑھتے بھی سہی لکھتے بھی سہی، آداب ثنا کے جانتے سب
گر ہاتھ میں دُرّہ اپنا لیے آجاتے اگر فاروق یہاں

اب ایسی نعت ادیبؔ نہ لکھ منصور کا سا انجام نہ ہو
ہاتھوں میں سبھی کے پتھر ہیں اور جہل ہے تیرا دشمنِ جاں

☆☆☆

شاہنامۂ مدحت

برس چالیس گذرے نعت کی محفل سجانے میں
مجھے قسمت جگانے میں انہیں رحمت لٹانے میں

برس پینتیس گذرے شوق کو نذرِ قلم کرتے
مجھے نعتیں رقم کرتے انہیں مجھ پر کرم کرتے

اچانک نیند سے جیسے مجھے کوئی جگاتا ہے
اُجالا ہو نہیں پاتا مقدر جگمگاتا ہے

زباں جو کہہ نہیں سکتی جب ایسی بات لکھتا ہوں
میرے آنسو مدد کرتے ہیں جب میں نعت لکھتا ہوں

بہت آساں ہے شاہِ مدینہ کی ثنا کرنا
بہت مشکل ہے اندر بھی وہی حالت بپا کرنا

تقاضا عمر کا میری کہاں لے کر مجھے آیا
ارادہ صرف باندھا اور کرم نے کر دیا سایہ

لکھوں اس طرزِ نو میں یہ میرا اعزازِ خامہ ہو
جو شاہوں کے شہنشاہ ہیں یہ اُن کا شاہنامہ ہو

گدا ہیں ان کے در کے تاجور جتنے جہاں میں ہیں
وہی تو ہیں جو بندوں اور خدا کے درمیاں میں ہیں

وہی الفاظ بخشیں گے وہ ہی مجھ کو زباں دیں گے
زباں کو شاہنامے کے لیے حسنِ بیاں دیں گے

خدایا ابتدا کرتا ہوں نامِ مصطفیٰ لے کر
کرم کی بھیک حسنِ جود لے کر اور سخا لے کر

یہ نام مصطفیٰ کشتی کو میری پار کر دے گا
وہ اس گونگی زباں کو قابلِ گفتار کر دے گا

جب اُن کا حسن خود کو مطلع انوار کر دے گا
مری چشمِ طلب بھی قابل دیدار کر دے گا

حرا کی بلندی زیرِ پائے مصطفیٰ آنا
دو عالم کی زباں پر اس کا جبلِ نور کہلانا

☆☆☆

یہ تن میرا پیار کی نگری نگر کے اندر تو
جس صورت کا میں شیدائی اس کے اندر تو

گئے کعبہ میں تو گھیرا خیالِ زلف نے تیری
جو محرابِ حرم دیکھے تو ابرو تیرے یاد آئے
جہاں بھی رُخ پھیروں اپنا تیرا ہی جلوہ ہے ہر سُو

دیکھ کے مستی دیوانوں کی ہنسے نہ یہ سنسار
جیسے چاہے جسے نوازے یہ ہے نبی کا پیار
وہ چاہے ناچے بیچ بزار، کہ اس کے من کے اندر تو

جنم جنم کے پاپی سارے اور دکھیارے لوگ
تیرے کرم کا پھر بھی ان سے سدا رہا سنجوگ
کہ یہ سب تیری الفت میں ترے غم تیری نسبت میں
بہاتے رہتے ہیں آنسو، کہ ان کے من کے اندر تو

ادیبؔ کو جو رنگ دیا ہے اتنا اور بھی کر دے
جب چاہے اور جس کو چاہے اپنے جیسا کر دے
یہ ہر دکھیا من کا غم خوار، محبت اس کا ہے بیوپار
بہاتا رہتا ہے آنسو، جیبی انت ساکن ہو

☆☆☆

شبِ معراج

آج دل نور ہے میری جاں نور ہے
آج جس سمت دیکھوں وہاں نور ہے
فرش کا نور مہماں ہوا عرش پر
میہماں نور ہے میزباں نور ہے

نور لینے کو آئے وہ جبریل امیں
اور سواری جو لائے وہ براق ہے
قافلے میں کوئی غیر نوری نہیں
راہ کو دیکھیے کہکشاں نور ہے

حق نے قرآن میں نورِ ثانی کہا
بولے سرکار خلقت من نوراللہ
تم کہو ان کو اپنے ہی جیسا مگر
ہاں میں دعوے سے کہتا ہوں ہاں نور ہے

موسلا دھار انوار کی بارشیں
دیکھنا ہو یہ منظر مدینے چلیں
سر زمیں نور ہے آسماں نور ہے
ان کی گلیوں کا اک اک مکاں نور ہے

مصطفیٰ عبدِ رب اور جمال النبی
دیکھنے کی تمنا تھی اللہ کی

گفتگو جو ہوتی جس نے کی جس سے کی
نور کے لفظ ہے اور بیاں نور ہے

نور والے کی سچی غلامی میں ہو
آج کی شب انہی کی سلامی میں ہو
یاد میں ان کی آنسو بہاتے رہو
آج کی شب یہ آبِ رواں نور ہے

یہ کرم اے ادیبؔ حق کا ہے آج شب
بزم میں جو بھی آئے ہیں نوری ہیں سب
جتنی ساعت نبی کی جو نعتیں پڑھے
اتنی ساعت ہر اک نعت خواں نور ہے

☆☆☆

کبھی رنج آئے نہ آلام آئے
جہاں مصطفیٰ کا یہ انعام آئے

تمنا تھی یارب مرے گھر بھی اک دن
یہ اک موئے زُلفِ سیہ فام آئے

مرے گھر کے دیوار و در آج مہکے
مرے اشک آخر مرے کام آئے

فرشتوں کی آمد ہے آج اس مکاں میں
کوئی صبح آئے کوئی شام آئے

ارے زائرو یہ ادب کی ہے منزل
کہیں بے ادب کا نہ الزام آئے

سوائے درودوں کے لب پر نہ کچھ ہو
جو آئے محمد کا ہی نام آئے

مریض ایک رو رو کہ یہ کہہ رہا ہے
صحت کا میرے ہاتھ میں جام آئے

ادیب آپ کا گھر ہے جنت سے بڑھ کر
جہاں میرے سرکار مرے کام آئے

☆☆☆

خود اپنا قصیدہ ہے نامِ محمد
بشر کیا لکھے گا مقامِ محمد

بھلے سب خدا کے بُرے سب ہمارے
حدیثِ محمد، کلامِ محمد

شمیم معطّر، نسیمِ معنبر،
ہُوا جس طرف بھی خرامِ محمد

شعائیں کرم کی گھٹا رحمتوں کی
وہ صبحِ محمد، یہ شامِ محمد

ہر اک کاسہ لبریز، ہر فاصلہ طے
ز دستِ محمد، زِ گامِ محمد

خدا ساری اُمت کو کر دے نمازی
طفیلِ رکوع و قیامِ محمد

یہ کعبہ ہے کیا تربیت گاہِ الفت
سکھاتا ہے جو احترامِ محمد

بنایا محمد کو خالق نے ، آقا
بنی ساری خلقت غلامِ محمد

یدِ مصطفیٰ میں سناتے تھے کنکر
پیامِ محمد، سلامِ محمد

نسیما! تیرے دن بھی کیسے پھرے جب
کھلے گیسوئے مشکِ فامِ محمد

ادیبؔ اب کوئی خوف دل میں نہیں ہے
وہاں پر تو لکھا ہے نامِ محمد

☆☆☆

آئے شہِ کونین آئے، پھیل گئے رحمت کے سائے

بھیجو درود وسلام کے تحفے نغمہ نعتِ رسول سنائے
عرشِ بریں سے فرشِ زمیں تک نور اُجالا لائے

سوئے بھاگ جگانے آئے بگڑے کاج بنانے آئے
ہم سے گنہ گاروں کو اپنے دامن میں جو چھپائے

آؤ ان کا جشن منائیں گھر گھر نعتِ رسول سُنائیں
اپنے گناہوں کی بخشش کو دن میلاد کے آئے

اسی دربار کا درباری بھی غوث وقطب ابدال ہوا ہے
یہ بھی کرم ہے ان کی ثنا تو، درباری میں سنائے

☆☆☆

(رُباعی)

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

بلغ العلیٰ جو کبھی کہا تو فلک پہ فکر ہوئی رسا
کشف الدجیٰ میں سخن کیا، تو ہر ایک حرف چمک اُٹھا
حسنت جمیع بیاں ہوا، تو عمل کو حُسنِ عمل ملا
صلوٰا علیہ وآلہٖ جو سنا، تو سر کو جھکا لیا

کوئی ہے کہاں جو بتا سکے، بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کوئی آنکھ پردہ ہٹا سکے، کشف الدجیٰ بجمالہٖ
کوئی ایسا ہے نہ کبھی ہوا، حسنت جمیع خصالہٖ
کہا جس نے وہ بھی بلند ہوا، صلوٰا علیہ وآلہٖ

☆☆☆

ناز کر ناز کہ ہے ان کے طلب گاروں میں
کم کسی سے نہیں نعمت یہ گنہ گاروں میں

ہر طرف تم ہی نظر آئے ہو نظاروں میں
اس طرح بس گئے ہو تم مرے افکاروں میں

ہجر کی آگ کسوٹی ہے محبت والوں
بوالہوس رہ نہیں سکتے کبھی انگاروں میں

قربتِ شہرِ مدینہ کی یہی ہے صورت
ہم کو چُن دے کوئی اس شہر کی دیواروں میں

شوق پورا ہو ہماری بھی غلامی کا اگر
ہم بھی بک جائیں ترے نام پہ بازاروں میں

ہیں اِدھر اشکِ ندامت تو اُدھر زہد پہ ناز
بس یہی فرق ہے زاہد میں گنہ گاروں میں

جب بھی ہوتی ہے نظر سوئے غریباں ان کی
پھول کِھل جاتے ہیں کچھ نعت کے اشعاروں میں

دل کے چھالوں کا ہے پانی مری آنکھوں میں ادیبؔ
ہجر کا پھول ہوں مسکن ہے مرا خاروں میں

☆☆☆

❀

سُنی تھیں جتنی بہشتِ بریں کی تعریفیں
مزے تمام وہ ہم نے مدینے جا کے لیے

بس اتنی بات کہ ہم ہیں تمہارے شیدائی
تُلا ہوا ہے زمانہ ہر اِک جفا کے لیے

ازل بھی مرے حضور اور ابد بھی میرے حضور
کہاں ہوا کے لیے کون ماسوا کے لیے

ہزار شکر بجا لاؤ اس عطا پہ ادیبؔ
یہ اشک تم کو ملے ہیں جو التجا کے لیے

☆☆☆

❀

جلووں کا وہ ہجوم کے بینائی چھن گئی
دیکھوں میں کیسے اس کو وہ کیوں کر دکھائی دے

یاد آئے جب مدینے میں معراجِ مصطفیٰ
مجھ کو زمیں پہ عرشِ معلیٰ دکھائی دے

موجِ کرم کا وصف بیاں کیا کرے ادیبؔ
قطرہ کو دیکھتا ہے تو دریا دکھائی دے

☆☆☆

☆

کوئی طلب نہیں ہے مرے دل میں اور اب
جتنا ملا ہے وہ بھی سنبھالا نہ جائے ہے

☆

نام محمد ایسا یکتا جو یکتا سے بھی آ گے
یہ خود اپنی ایسی ثنا ہے حد ثنا سے بھی آ گے

ایسی بصارت مجھ کو بخشی نور شمع رسالت نے
دیکھتا ہوں اب گنبد خضریٰ اور خضریٰ سے بھی آ گے

جتنے سخی ہیں دنیا بھر میں سائل ہیں ان کے در کے
جن کا دستِ جود وسخا ہے جود وسخا سے بھی آ گے

دیدہ کور بھلا کیا دیکھے کیسے دیکھے ان کا مقام
جن کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں ''او ادنیٰ'' سے بھی آ گے

ہم ان کی میلاد منائیں، ان کی سیرت اپنائیں
ان سے محبت ہے تو گذرو حدِ وفا سے بھی آ گے

عشق نبی میں جو بھی فنا ہے اس کو یہی آتا ہے نظر
صلِ علیٰ ہی صلِ علیٰ ہے، صلِ علیٰ سے بھی آ گے

ذکرِ محمد ذکرِ خدا ہے یہ تو حدیثِ نبوی ہے
تہمت ہے کہ ذکرِ نبی ہے ذکرِ خدا سے بھی آ گے

ان کی رسالت کے منکر بھی ان کی شان میں یوں کہتے
سچ ہے تم سچ کہنے میں ہو صدق وصفا سے بھی آ گے

ایسا کریم کہاں ہے کوئی کہ اپنی امت کے لیے
جس کی سفارش رب تک پہنچے حرفِ دعا سے بھی آگے

ہر ہر لفظ ثنا میں آکر باعزت با رُتبہ ہوا
دیکھو ادیبؔ انہی میں ہوگا اپنی نوا سے بھی آگے

☆☆☆

دکھایا جب زلیخا نے جمال حضرت یوسف
تو انگلی کاٹ لیں اپنی سبھی نے، فرطِ حیرت میں
بڑا چرچہ تھا اس قصّہ کا بازارِ محبت میں
بیاں کرتے رہے شاعر اسے حسنِ عقیدت میں

اِک اور قصّہ ہے بازارِ عشق میں مشہور
چُنا گیا جسے دیوار میں ''انارکلی''
بہت ہی شور ہے دنیا میں اس کہانی کا
سنو تو کان کو لگتی ہے داستان بھلی

میں اب وہ ذکر سناتا ہوں جس کو سن کر لوگ
تمام بھول گئے، قصہٗ ''انارکلی''
جہاں پہ ذکرِ زلیخا کی داستاں ہے خموش
جہاں پہ سکتہ کے عالم میں ہے ''انارکلی''
مقام عشق اک ایسا بھی ہے ادیبؔ جہاں
خوشی سے سر کو کٹاتے ہیں، عاشقانِ نبی

جو دیکھتے رُخِ شق القمر تو ، کیا ہوتا ؟
فدا ہیں سن کے فقط نام جن کے شیدائی

اب آیئے درِ شاہِ اُمم پہ چلتے ہیں
جہاں فلک سے برستی ہے عشق کی مستی
فروغِ حسن وہیں ہے، عروجِ عشق وہیں
جہاں پہنچ کے ہوتی ہے، بلند ہر پستی

اک اُمتی جو تڑپتا تھا دور، برسوں سے
ہوئی جو روضۂ اقدس پہ حاضری اس کی
لگائی جالیاں آنکھوں سے ، خوب رویا وہ
نہ پوچھیے دلِ عاشق کی کیفیت کیا تھی
جب آیا وقت جدائی کا شہرِ طیبہ سے
تو اس کے دل کی صدا آہ بن کے یوں نکلی

مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

ملے گی بھیک جو اُس پر ہی پل جاؤں گا میں آقا
اب اس دربار سے اُٹھ کر نہیں جاؤں گا میں آقا
اٹھائے گا کوئی مجھ کو تو مر جاؤں گا میں آقا
فنا ہو کر غبارِ راہ بن جاؤں گا میں آقا
بگولے بن کے آئے گی ہوا مجھ کو اُڑانے کو
میں دریا بن کے روؤں گا اسے اتنا سنانے کو

مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

بنا دو ابر ایسا، کوچۂ و بازار پر برسوں
فصیلِ شہر پہ برسوں کبھی کہسار پر برسوں
مجھے شبنم بنا دو وہ کہ ہر گلزار پر برسوں
بنا دو برگِ گُل دن رات اُس دربار پر برسوں

مگر ٹھیرو! مجھے آنسو بنا دو نوکِ مژگاں پر
اگر برسوں تو یہ کہہ کر درِ سرکار پر برسوں
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

میرے چارہ گرو اتنا تو مجھ کو آسرا دے دو
مدینہ ہو میرا مدفن، مجھے تھوڑی سی جا دے دو
جو دینا ہے مجھے اس شہر میں، بہرِ خدا دے دو
اگر کچھ بھی نہیں تو مجھ کو یہ سزا دے دو
مجھے پتھر بنا دو تو دعائیں دل سے دوں گا میں
بہت آرام سے دیوارِ طیبہ میں رہوں گا میں
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چن دو

شرف ہو دائمی اس حاضری کا، یہ دعا مانگی
رہوں جاروب کش میں اس گلی کا یہ دعا مانگی
یہیں ہو ختم قصہ زندگی کا، یہ دعا مانگی
وسیلہ لے کے پھر بنتِ نبی کا یہ دعا مانگی
بلایا ہے مجھے در پر تو پھر یہ بھی کرم کر دو
سفینہ ڈوب جائے واپسی کا، یہ دعا مانگی

مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

بس گئی بوئے مدینہ میرے افکاروں میں
روح پھرتی ہے یہاں دشت میں کہساروں میں
میری توقیر ہی کیا، میں ہوں گنہ گاروں میں
پھر بھی ہوں شہرِ نبی تیرے طلب گاروں میں
قربتِ شہرِ مدینہ کی ہے بس یہ صورت
کوئی چُن دے مجھے اس شہر کی دیواروں میں

مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

کسی دیوار میں چُن دیں تو میں دوں گا دعا ہر دم
غلامانِ نبی، پھر آئیں گے بہرِ دعا ہر دم
کریں گے جب وہ دربارِ نبی میں التجا ہر دم
سہارا لیں گے میرا عاشقانِ مصطفیٰ ہر دم
لگائیں گے جب اپنے کان وہ دیوار سے در سے
ادیبؔ خوش نوا کی بھی صدا آئے گی پتھر سے

مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو
بھلے مجھ کو کسی کوچہ کسی بازار میں، چُن دو
مدینہ سے نہ جاؤں گا، مجھے دیوار میں چُن دو

☆☆☆

رُخ پہ نقاب ڈال کر خوب کہا کے دیکھ لے
سامنے ہو کے چھپ گئے اور یہ کہا کے دیکھ لے

خود سے دکھائیں خود کو وہ ان کے کرم کی بات ہے
ورنہ محال ہے کوئی آنکھ اٹھا کے دیکھ لے

طور پر صاف کہہ دیا موسیٰ کہ ہوش میں رہو
اور حبیب سے کہا، آ، مجھے آ کے دیکھ لے

پردہ نشیں ہے جو جہاں دستور ان کا ہے یہی
اک سے کہا کہ ہوش کر اک سے کہا کے دیکھ لے

یار کی دید کے لیے عشق کی آنکھ چاہیے
عالم ہوش سے گذر وجد میں آ کے دیکھ لے

مے کدۂ علی میں آ، جام سمندری اُٹھا
روح کی ساری تشنگی آج مٹا کے دیکھ لے

دیکھ غلامیٔ نبی، نام سے ہے برس رہی
ساون یہ رحمتوں کا ہے، دامن بھگا کے دیکھ لے

جس جس پہ ان کی ہے نظر رکھتے ہیں ان کی وہ خبر
تو بھی ادیب آج انہیں اپنا بنا کے دیکھ لے

آئینہ رکھ کے سامنے بیٹھ گیا ہے کیوں ادیب
تیری ابھی نظر کہاں، اس میں خدا کو دیکھ لے

☆☆☆

شوقِ طلب نہاں نہاں حرفِ سخن جلی جلی
حسن ہے بات کا یہی بات یہی بھلی بھلی

میں ہی ترا گدا نہیں، پھرتے ہیں تری بھیک کو
خسروئ و شہنشہی ، کاسہ لیے گلی گلی

پھیل گئی حدودِ صبح شب کو بھی طول ہو گیا
تیرے کرم کی بات جب لب سے مرے چلی چلی

رُتبۂ سگ جسے ملے تیرے دیار میں اُسے
اہلِ خرد پکاریں سگ، اہلِ جنوں ولی ولی

کیسے مدینہ چھوڑ دوں جب کہ تیرے شہر کے لوگ
پیار کریں قدم قدم، بات کریں بھلی بھلی

☆☆☆

❀

مری مژگاں نے پیے جام مرے اشکوں کے
عظمت عشق کو مٹی میں ملانے نہ دیا

ضبط غم پاسِ ادب کے لیے لازم رکھا
جی بھر آیا تھا مگر اشک بہانے نہ دیا

عشق زندہ ہے اسی آتشِ فرقت کے سبب
خود جلے خوب مگر اس کو بجھانے نہ دیا

آئے جس وقت نظر نقشِ کفِ پائے رسول
میں نے بھی وقت کو پھر ہاتھ سے جانے نہ دیا

جب سنا شاہِ اُمم سوئے گنہ گار چلے
شوقِ دیدار نے عصیاں کو چھپانے نہ دیا

میں تو لوٹ آیا مدینے کی زیارت سے ادیبؔ
دل کو واپس مرے اُس شہر نے آنے نہ دیا

☆☆☆

سجدہ ریز ہو کے پیئں گے لبِ کوثر میں ادیبؔ
ہاتھ میں ساقیٔ کوثر نے جو پیمانہ دیا

مستانہ دیا اور پیمانہ دیا کی ردیف میں ایک دوسری نعت لکھنا چاہتے تھے، مگر شاید توجہ نہ ہو سکی۔

جانا جو مدینے بادِ صبا پیشِ محبوب خدا جانا
رکھنا مری طرح آنکھیں نم پڑھتے ہوئے صلِّ علیٰ جانا

رکھنا دلِ پژمردہ کو میرے چوکھٹ پہ حضور والا کی
کہنا کہ ہوا سے دامن کی اس پھول کو مہکا جانا

تدبیر تو کوئی سوچ صبا اس در پہ ہمیں لے جانے کی
تیرا تو ہزاروں سال سے ہے طیبہ کی طرف آنا جانا

یہ چہل پہل ہر دم رونق فیضانِ عشقِ محمد ہے
میلہ سا لگا ہے پلکوں پر اشکوں کا سدا آنا جانا

آئی یہ صدا اک گوشہ سے مداحِ نبی ہے جانے دو
کام آئی سند جب رضواں نے مجھ کو بھی اسی در کا جانا

جز داغ ندارد بر دامن اے محرم راز و نیازِ من
مورے برسو نیر بھرے نینن، عصیاں کے داغ مٹا جانا

سرِ خامہ نگوں افکارِ زبوں، ایں راہِ رِضا دشوار فزوں
تقلیدِ رضا کی میں نے یوں، اعزاز اسے اپنا جانا

مقصود خدا خواہی ہے اگر مانگ ان کا کرم رکھ ان پہ نظر
اسی راہِ طریقت سے ہٹ کر، ممکن نہیں رستہ پا جانا

محشر کا ادیبؔ نہیں ہے غم، مداحِ نبی ہیں کیا ہے یہ کم
حسّان ہیں آگے، پیچھے ہم جس روز ہے پیشِ خدا جانا

متفرق اشعار

چلا ہے آشنا ہونے کو رب سے
جو بندہ آشنا خود سے نہیں ہے
جسے تو خود سے باہر ڈھونڈتا ہے
یہیں ہے، تو کہیں مت جا، یہیں ہے

☆☆

اس شہر پہ ہے سایہ فگن شانِ رسول
یہ شہر ہے اب شہرِ محبانِ رسول
بخشش کی ضمانت ہے مسلماں کے لیے
ہر محفلِ میلاد بعنوانِ رسول

☆☆

غم، ندامت، درد، آنسو اور بڑھ جاتے ہیں جب
لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو یہ سخن کی ساحری
ہے ادب مصروفِ حفظ ماتقدم آج کل
اور ہم مصروفِ حمد و نعت و حفظ شاعری
میرے اندر جھانکنے والا نہیں کوئی ادیب
مطمئن ہیں دیکھ کر سب میرے نقشِ ظاہری

☆☆

عشق شاید ترے خمیر میں تھا
یہ تیرے ہاتھ کی لکیر میں تھا

☆☆

گنبدِ خضریٰ کو ہر دم اس لیے دیکھا کرو
دیکھنا اس کا رکھے گا عشق کی کھیتی ہری
غسلِ بیت اللہ تو ہر سال ہوتا ہے مگر
بیتِ مقدس میں ہے غسلِ خوں میں امت تیری
روز گنتا ہے فلسطینی جنازوں کو ادیب
لاش جس میں غیرتِ اہلِ وطن کی ہے مری

☆☆

بانٹی تھی جو آقا نے مدینے کی گلی میں
اب علم کے دامن میں وہ خیرات نہیں ہے
ہاتھوں میں تو ہر اک کے ہے کاغذ بھی قلم بھی
جو وقت کو مطلوب ہے وہ نعت نہیں ہے

☆☆

وہ حسن بے نقاب ہوا بارہا مگر
پردے خرد نے ڈال دیئے تھے نگاہ پر
پہنچا ہوں میں بھی حسن، تری بارگاہ میں
جب بھی جنونِ عشق ہُوا میرا ہم سفر

☆☆

نہ میرے فن کی نہ میرے ہنر کی رنگینی
مرا کلام مری چشمِ تر کی رنگینی
درِ رسول پہ ٹپکے جو میری آنکھوں سے
مجھے سنوار گئی اس گُہر کی رنگینی

☆☆☆

شرحِ درودِ تاج

درود تاج کے الفاظ جن کی مدحت میں
انھیں کے نام سے منسوب میری یہ تحریر
دُعا یہ کی تھی کہ صدقہ درود کا پاؤں
وہ میرا خواب تھا یہ میرے خواب کی تعبیر

(سیّدنا)

ہر اک جہاں کے لیے ہے جو سید للسادات
جہاں جس پہ ہے قرباں، درود تاج میں ہے

(مولانا)

وہ دستگیر، مددگار اور مولانا
وہ بے کسوں کا نگہباں درودِ تاج میں ہے

(محمد)

وہ نام سن کے جسے جاں نثار کرتے ہیں
وہ جاں نثاروں کا ارماں درودِ تاج میں ہے

(صاحب تاج)

وہ بانٹتے ہیں غلاموں کو تاجِ عزّ و شرف
اسی سبب سے یہ عنواں درودِ تاج میں ہے

(والمعراج)

وہ شان و شوکت شب دیکھنا کوئی اس شب
تھی رات صبح پہ خنداں درودِ تاج میں ہے

(والبراق)

نظر اٹھائی جو مرکب نے جانبِ راکب
ہوا ہے جتنا وہ نازاں درودِ تاج میں ہے

(والعلم)

وہ روز حشر وہ دست نبی، لواء الحمد
کرم جو ہوگا پھر ارزاں درودِ تاج میں ہے

(دافع البلاء)

بَلا کو پھر نہ ملا ٹھیرنے کو کوئی مکاں
حضور کا یہ وہ احساں درودِ تاج میں ہے

(والوباء)

وبائے شہرِ مدینہ نے شہر چھوڑ دیا
گئی کدھر وہ پریشاں درودِ تاج میں ہے

(والقحط)

فلک پہ ابر رہا منتظر کہ حکم تو دیں
چلا وہ سن کے خراماں درودِ تاج میں ہے

(والمرض)

لعاب دہن سے اندھے بھی ہو گئے بینا
شفا جو اس میں تھی پنہاں درودِ تاج میں ہے

(والالم)

کہاں کا رنج و الم ان کے نام لیواؤ
ہر ایک درد کا درماں درودِ تاج میں ہے
ورد ہے جب سے ترا نام رسولِ عربی
رنج ہے کوئی نہ آلام، رسولِ عربی

(اسمہ مکتوبٌ مرفوعٌ مشفوعٌ منقوشٌ فی اللوح والقلم)

ابوالبشر نے ایسے عرش پر لکھا دیکھا
تھا اس قدر وہ نمایاں درودِ تاج میں ہے
تلاشِ رتبہ زاغ البشر میں چشم خیال
رہا نصیب میں حرماں درودِ تاج میں ہے
شریک کلمہ طیب مقامِ اسم حبیب
یہ رفعتِ شہِ ذیشاں درودِ تاج میں ہے
دیا ہے لوح کو اعزاز اور قلم کو شرف
وہ اسمِ صاحبِ قرآں، درودِ تاج میں ہے

☆

ممکن نہیں اس نام کی توصیف زباں سے
ملجائے اشارہ کوئی آیاتِ قرآں سے

(سیّد العرب والعجم)

عرب ہو یا کہ عجم ہے انہیں کی سرداری
یہ اوج شوکت ایماں درودِ تاج میں ہے

(جسم مقدسٌ)

بلند عرش ہے لیکن حضور مجھ میں ہیں
مدینہ اس پہ ہے نازاں درودِ تاج میں ہے

(معطرٌ)

مہک رہے ہیں سب القاب عطر گل بن کر
یہ ذکر جانِ بہاراں درودِ تاج میں ہے

(مطہرؐ)

زمین جن کے قدم چوم کر بنی مسجد
وہ ذکر پاکئ داماں درودِ تاج میں ہے

(منور فی البیتِ والحرم)

وہ نور جس کا اُجالا محیطِ کون و مکاں
حرم میں تھا وہ درخشاں درودِ تاج میں ہے

(شمس الضحیٰ)

رُخ رسول وہ شمس الضحیٰ وہ چشمۂ نور
صحابہ دیکھ کے حیراں درودِ تاج میں ہے

(بدرالدجیٰ)

وہ آئینہ جو دکھائے جمالِ روئے رسول
وہ مصحفِ رُخِ تاباں درودِ تاج میں ہے

(صدرالعُلیٰ)

طیورِ فکر فضا ہائے نیلگوں میں اُڑا
مگر مشاہدہ حیراں درودِ تاج میں ہے

(نورالھدیٰ)

قبائے نور ہدایت جو شب پہ ڈال گئے
یہ داستانِ مسلماں درودِ تاج میں ہے

(کھف الوریٰ)

یہ تیرا سایۂ رحمت یہ تیری چترِ پناہ
ملا جنہیں وہ ہیں شاداں درودِ تاج میں ہے

(مصباح الظّلم)

وہ معصیت کے شبستاں میں نیکیوں کا چراغ
وہ نورِ پاکئ داماں، درودِ تاج میں ہے

(جمیل الشّیم)

طلوعِ مہر تھی سیرت سیاہی شب میں
گنہ کے گھر ہوئے ویراں درودِ تاج میں ہے

(شفیع الامم)

تمام نبیوں کی امت کے واسطے وہ شفیع
تمام نبیوں پہ احساں درودِ تاج میں ہے

(صاحب الجود والکرم)

کرم کی ان کے نہ حد ہے نہ انتہا کوئی
وہ جانِ رحمتِ رحمٰں درودِ تاج میں ہے

(واللہُ عاصِمہٗ)

نہ مٹ سکا نہ مٹے گا کسی سے نقش تیرا
خدا ہے تیرا نگہباں درودِ تاج میں ہے

(جبریلُ خادمہٗ)

جہاں تک ان کی رسائی رہے وہ خدمت میں
پھر آگے خود ہی وہ مہماں درودِ تاج میں ہے

(والبراق مرکبہٗ)

ملا نہ تھا اسے ایسا سوار پہلے کبھی
ہے اس شرف پہ وہ نازاں درودِ تاج میں ہے

(والمعراج سفرہٗ)

بیانِ سورۂ والنجم و سورۃ اسریٰ
سفر کا ان کے یہ عنواں درودِ تاج میں ہے

(سدرۃ المنتھیٰ مقامہٗ)

جو عشق ہوتا خرد کا شریکِ بینائی
نہ ہوتا سدرہ پہ حیراں درودِ تاج میں ہے

(قاب قوسین مطلوبہٗ)

یہ وعدہ گاہِ ملاقات، وادیٔ حیراں
ہزار معنی پنہاں، درودِ تاج میں ہے

(والمطلوب مقصودہٗ)

نہ کھل سکا نہ کھلے گا کسی پہ یہ مقصود
یہاں ملائکہ حیراں درودِ تاج میں ہے

(والمقصود موجودہٗ)

سمجھ سکے نہ جسے فلسفی زمانے کے
وہ رمزِ آیتِ قرآں درودِ تاج میں ہے

(سیّدالمرسلین)

لَتُومِنن بِہٖ اور وہ قَالُوۡ اقررنا
مقام جملہ رسولاں درودِ تاج میں ہے

(خاتم النبیین)

بیانِ سورۂ احزاب کیا نہیں کافی
سنا رہا ہے جو قرآں درودِ تاج میں ہے

(شفیع المذنبین)

بہا کے اشک منا لو شفیع محشر کو
ملیں جو دیدۂ گریاں، درودِ تاج میں ہے

(انیس الغریبین)

وہ بے وطن نہ رہا جو مدینہ آ پہنچا
حضور سب کے نگہباں درودِ تاج میں ہے

(رحمۃ للعالمین)

بنے گا سایۂ رحمت اسی لقب کے طفیل
تمام حشر کا میداں درودِ تاج میں ہے

(راحت العاشقین)

جو ایک پہل نہ دکھائی دیئے تو ہو جائیں
وہ لوگ چاک گریباں درودِ تاج میں ہے

(مرادالمشتاقین)

وہ سامنے نہیں بینائی چھین لے یا رب
یہ آنکھ والوں کا ارماں درودِ تاج میں ہے

(شمس العارفین)

وہ معرفت کے گلستاں میں چشمۂ خاور
وہ سوزِ آتشِ عرفاں درودِ تاج میں ہے

(سراج السالکین)

انہیں تھا فقر پہ ناز اور خدا کو ان پر ناز
فقیر سارے ہیں نازاں درودِ تاج میں ہے

(مصباح المقربین)

وہ اپنے چاہنے والوں کے طاقِ دل کے چراغ
یہ شانِ خاک نشیناں درودِ تاج میں ہے

(محب الفقراء)

وہ اہل فقر غریب الدیار اور مسکین
حضور جن کے ہیں درماں درودِ تاج میں ہے

(والغرباء والمساکین)

اُن کو کتنی ہے محبت غربا و مساکیں سے
اس کا بھی بیاں درودِ تاج میں ہے

(سیّدالثقلین)

حضور سیّد و سردار و خواجۂ عالم
ہیں جنّ و انس پہ یکساں درودِ تاج میں ہے

(نبی الحرمین)

وہ بیت اقدس و کعبہ، مدینہ ، عرش و فلک
سب ان کی شان کے عنواں درودِ تاج میں ہے

(امام القبلتین)

امام قبلہ کی مرضی پہ قبلہ چھوڑ دیا
سبب حبیب ہو شاداں درودِ تاج میں ہے

(وسیلتنا فی الدارین)

اگر وسیلہ کوئی ہے گناہ گاروں کا
بس اُن کا سایۂ داماں درودِ تاج میں ہے

(صاحب قاب قوسین)

مقام قاب و قوسین میں کماں بن کر
وہ قربِ حضرت یزداں درودِ تاج میں ہے

(محبوب رب المشرقین والمغربین)

خدا کے ذکر میں شامل خدا کا ذکرِ جمیل
ہے شرق و غرب میں یکساں درودِ تاج میں ہے

(جدالحسن والحسین)

ہمیں بھی ان کی محبت کا جام بھر کے ملے
حضور جن پہ ہیں نازاں درودِ تاج میں ہے

(مولانا و مولیٰ الثقلین)

یہ جن و انس بھی ان کی پناہ گاہ میں ہیں
انہیں کا خود ہے یہ فرماں درودِ تاج میں ہے

(ابی القاسم)

سلام کنیتِ سرور دو عالم پر
بنا ادب کا جو عنواں درودِ تاج میں ہے

(محمد بن عبداللّٰہ)

حضور کے اب و جد سب نجات یافتہ تھے
ہے مومنوں کا یہ ایماں درودِ تاج میں ہے

(نورٍ من نور اللّٰہ)

ہر ایک راز سے پردہ اٹھا رہے ہو ادیبؔ
کوئی تو بات ہو پنہاں درودِ تاج میں ہے

بدن پہ ڈالے ہر اک لفظ جامۂ احرام
بہ پیشِ رحمتِ رحماں درودِ تاج میں ہے
وہ جس نے خاک کے ذرّوں کو لمس پا دے کر
بنایا لعلِ بدخشاں، درودِ تاج میں ہے
ادیب سر پہ اُٹھائے پھروں گا محشر میں
کہ اس کا سارا ہی ساماں درودِ تاج میں ہے

☆☆☆

سرکارِ مدینہ کی عظمت کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے
رحمت اور پھر جانِ رحمت کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

نعت شہِ والا سن سن کر، ملتا ہے سکوں کتنا دل کو
جو قلب کو ملتی ہے راحت، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

اُمت کو نبی سے ہے نسبت، یہ نسبت حق کی ہے قربت
یہ شانِ نبی شانِ اُمت، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

یہ محفل نعت و ثنا خوانی، رحمت کی جہاں پر ارزانی
یہ رحمت نسبت درنسبت، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

وہ نورِ سراپا نورِ خدا، ہر عرشی فرشی جس پر فدا
بندوں میں بشر بن کر وہ رہا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

مداحِ نبی کا یہ رُتبہ ہے آلِ محمد کا صدقہ
کیوں اتنی ادیب کی ہے عزت، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

☆☆☆

امامِ اعظم ابوحنیفہ کوفی، نعمان بن ثابت

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
أَرْجُوْ رِضَاكَ وَاحْتَمِيْ بِحِمَاكَ

سرورِ سرورا میں حضوری میں آیا شہہ آپ کی
میں طلبگار ہوں بس پناہ اور خوشنود کا آپ کی

وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ إِنَّ لِيْ
قَلْبًا مَشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ

مجھ کو رب کی قسم بہترین خلق کے آپ کے عشق سے
دل ہے لبریز یوں کچھ نہیں چاہتا اب سوا آپ کے

أَنْتَ الَّذِيْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
كَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَ

کوئی پیدا جہاں میں نہ ہوتا مگر آپ ہوتے نہ گر
آپ ہوتے نہ مقصود، مخلوق ساری یہ ہوتی کدھر

أَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

آپ وہ ہیں کہ آدم سے لغزش ہوئی جب وسیلہ لیا
گرچہ وہ آپ کے جد تھے، آپ کی رب نے بخشی خطا

وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ
بَرْدًا وَّ قَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

آپ وہ ہیں کہ مانگیں دعا جب خلیل اور توسّل کیا
سرد آتش ہوئی، برکتِ نور سے، نور تھا آپ کا

وَدَعَاكَ اَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهٗ
فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

مرضِ بیحد میں ایوب نے کی دعا وہ وسیلہ لیا
ہو گئی رب سے مقبول ان کی دعا مرض جاتا رہا

وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰى بَشِيْرًا مُخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ

آئیں گے آپ عیسیٰ قصیدہ یہی آ کے پڑھتے رہے
یعنی حسن و جمال اور مراتب کی وہ مدح کہتے رہے

وَكَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمِيْ بِحِمَاكَ

اور اسی طرح موسیٰ وسیلہ لیے آپ کا ہی رہے
آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے جو محشر پڑے

وَهُوْدٌ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
وَ جَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

اور پھر ھود و یونس کو زینت ملی آپ کے حسن سے
تھا جمال اور یوسف میں کیا پرتوِ حسن تھے آپ کے

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ
طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرَاكَ

آپ ہیں برتر از جملہ انبیاء اے کہ طٰہٰ لقب
پاک ہے جس نے ملکوت کی سیر کروائی تھی ایک شب

وَاللهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ   فِي الْعٰلَمِيْنَ وَ حَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

اے کہ یٰسین لقب خلق میں آپ سا کوئی واللہ نہیں   جس نے بخشی بلندی قسم آپ سا کوئی واللہ نہیں

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَآءُ يَا مُدَّثِّرُ   عَجَزُوْا وَ كَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ

آپ کا وصف اے کملی والے کریں کیسے شاعر بیاں   عجز سے بند ہے آپ کے وصف کے سامنے ہر زباں

بِكَ لِيْ قُلَيْبٌ مُغْرَمٌ يَاسَيِّدِيْ   وَ حُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ

یہ دلِ ناتواں آپ ہی کا ہے شیدائی میرے حضور   میرے اندر ہے بس آپ ہی کی محبت کا سارا سرور

يَااَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَالْوَرٰى   جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

جملہ موجود سے آپ برتر ہیں اے حاصلِ کائنات   بخشئے مجھ کو اپنی رضا و عطا اور مسرت کی بات

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ   لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

ہوں طلب گار میں آپ کے لطف کا جود کا آپ کے   دہر میں بو حنیفہ کا کوئی ہے سوا آپ کے

صَلّٰى عَلَيْكَ اللهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى

اے ہدیٰ کے علم تا قیامت ہو حق کا درود اس طرح

مَاحَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَ

ہیں جو مشتاقِ دیدار کے ان کے شوق طلب کی طرح

☆☆☆

خلیج

امنِ عالم کے نگہباں خوں ٹپکتی آستیں

عظمتِ تاریخِ انساں ہے عرب کی سرزمیں
جس کا سینہ خواب گاہِ رحمت للعالمیں

جس کے مستوں نے رکھا اوجِ ثریا پر قدم
جس کے کملی پوش کی اِک جست میں عرشِ بریں

جس کے اُمّی نے عطا کی سارے عالم کو زباں
فلسفہ، شعر و سخن، فکر و نظر، دنیا و دیں

جس نے دنیائے تمدن کے سجائے بام و در
ڈال دی تہذیب کے سر پر ردائے دل نشیں

جس کے پہلو میں ہے وہ آرامِ جاں راحت پذیر
جس نے بخشا ہم گنہ گارانِ اُمت کو یقیں

روضۂ شیرِ خدا، خیبر شکن، حضرت علی
گفتنی نَصْرٌ مِنَ اللہ، معنیٔ فتحِ مبیں

وہ حسین ابنِ علی، نورِ نگاہِ فاطمہ
جن کے نانا کی شفاعت، ہے امیدِ مذنبیں

کربلا کے ریگ زاروں کو شرف جس نے دیا
راحتِ تسکینِ قلبِ رحمت للعالمیں

حضرتِ معروف کرخی کی ہے جو آرام گاہ
اور جنید با ولایت، شہسوارِ عارفیں

چپّہ چپّہ منبر و محرابِ مسجد کی طرح
بوحنیفہ حضرتِ نعمان بن ثابت یہیں

وہ نجف ہو، کوفہ و بصرہ ہو ،یا بغداد ہو
وہ حرم ہو، قدُس ہو یا نینوا کی سرزمیں

وہ کہ جن کے زیرِ پا، خم گردنِ کُل اولیاء
وہ محی الدین وہ بغداد کی روشن جبیں

وہ عرب جس کے مقدس کوچہ و بازار میں
خونِ مسلم سے ہوئی جاتی ہے پھر رنگیں زمیں

اس کی جانب بدنظر ہیں پھر غنیمِ نامراد
خوگرِ حیوانیت، تاتاریوں کے جانشیں

یہ درندے، بھیڑیے، بدروح، ظالم بوالہوس
قبلۂ اوّل کے غاصب، دشمنِ دُنیا و دیں

جن کے ہاتھوں ہر جگہ ننگی ہوئی انسانیت
ویت نام و کوریا و شرقِ اوسط کی زمیں

کبر و نخوت اور طاقت کے نشہ میں چوُر چوُر
عسکری قوت پہ نازاں ، ابرہا کے جانشیں

ہر ڈکیتی میں برابر کے یہ حصہ دار ہیں
کوریا، جاپان یا وہ جرمنی کی ہو زمیں

پاؤں رکھنے کو ملائک اِذن لیں اللہ سے
رب قسم قرآں میں کھائے ایسے رُتبہ کی زمیں

روندھ ڈالا مشرکوں نے پی کے انگوری شراب
ساتھ جن کے آئی ہیں مغرب کی پروردہ حسیں

جب لبِ بام ہو گیا ان کی معیشت کا نظام
تخت پر غارت گری کے ہو گئے مسند نشیں

دوستی کے پھول لے کر آئے آتش دان میں
ایلچی نمرود کے، بارود کے تاجر حسیں

جس زمیں پر حق نے برسائی ہے رحمت رات دن
کر رہے ہیں اس پہ اب یہ لوگ بارشِ آتشیں

لوگ دیتے ہیں انہی کو بدعا، جی بھر کے خوب
آدمیت کا جنازہ جب بھی اُٹھتا ہے کہیں

سوچ کر انجام اپنی حسرتِ ناپاک کا
کوچۂ بغداد کی جانب قدم بڑھتے نہیں

انکا تکیہ پیٹریاٹ و لیزر و روبوٹ پر
جانتے ہیں خود گئے تو واپسی ممکن نہیں

یہ سمجھتے ہیں کہ ہم فاتح بنیں گے جس طرح
لی ہے ''پینٹاگون'' نے قبضہ میں خبروں کی زمیں

جرنلزم قید میں ان کی پیاسا، بند ہے
اپنے قیدی کے لیے سر پر اُٹھائے ہیں زمیں

دشمنِ دیں ایک مرکز پر جمع ہیں اے ادیبؔ
غیرتِ مسلم کہاں جا کر ہوئی گوشہ نشیں

☆☆☆

یادوں میں وہ شہرِ مدینہ منظر منظر آج بھی ہے
ایک زمانہ گذرا لیکن، رُوح معطرؔ آج بھی ہے

کوئی نظر خضریٰ سے اُٹھ کر اس کے چہرے پر نہ گئی
یہ احساسِ ندامت یارو چاند کے رُخ پر آج بھی ہے

مدحِ نبی کی نغمہ سرائی حمد و ثنا کی گُل پاشی
کل بھی یہی تھا اپنا مقدر، اپنا مقدر آج بھی ہے

وہ دیدار کا موسم، ساقی پیشِ نظر اور جامِ دید
برسوں بیت گئے اس رُت کو ہاتھ میں ساغر آج بھی ہے

بے سایہ تھی ذاتِ محمد اور اب ان کا ہی سایہ
انسانوں پر سایہ افگن رحمت بن کر آج بھی ہے

عہدِ ادیبؔ اور مدحِ محمد کوئی آج کی بات نہیں
چودہ صدیوں سے یہ چرچا یونہی گھر گھر آج بھی ہے

☆☆☆

سائیں

پہنچ گیا جو تمہارے در پر، کہوں گا تم سے سلام سائیں
جو رہ گیا تو یہیں سے بھیجیں گے میرے آنسو، پیام سائیں

تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے خدا نے سارا نظام سائیں
کوئی تو کر دو میرے بھی آنے کا در پہ اب اہتمام سائیں

عجیب لذت ہے جو پکاروں میں اپنے آقا کا نام سائیں
جو سُن کے وہ خوش ہوئے، بنا دیں گے میرے سب بگڑے کام سائیں

ہزار ہیں نام آپ کے جو فصیح کوئی، بلیغ کوئی
میں اتنا لکھا پڑھا کہاں ہوں قبول کر لو یہ نام سائیں

بھٹائی کی اس میں آبرو ہے تو اس میں سہون کا رنگ و بو ہے
تمہارے نام کی بدولت ہیں وقت کے یہ امام سائیں

میں حاضری کو ترس رہا ہوں نہ جانے کب سے تڑپ رہا ہوں
یہ ہجر میں کیسے دن کٹے گا یہ کیسے گزرے گی شام سائیں

یہاں بھی تم ہی نے ہے سنبھالا ہر اک مصیبت کو تم نے ٹالا
ہمارا ایماں ہے روزِ محشر وہاں بھی آؤ گے کام سائیں

تمہیں سے ہم نے قرآن پایا تمہیں نے حق سے ہمیں ملایا
جہاں میں جس کو بھی جو ملا ہے دیا تمہیں نے تمام سائیں

ہزار حوریں، فرشتے لاکھوں، تھے با ادب محوِ دید اس دم
چلے سُوئے عرش جب زمیں سے وہ میرے مستِ خرام سائیں

کبھی تو سائیں ادیبؔ کو بھی یہ حکم دیں گے کہ در پہ آجا
کبھی تو آئے گا اور سنائے گا اپنا تازہ کلام سائیں

☆☆☆

☆

س میں سات سمندر معرفت الف اللہ کی کشتی
ہمزہ ی بس یاد میں ہر دم ن سے نام نبی جی
س سہارا بخشش کا الف آسرا رحمت کا

☆☆☆

صلِّ علیٰ محمدٍ

روح سکون پائے گی قلب بھی ہوگا مطمئن
ان کی رضا اسی میں ہے پڑھتے رہو یہ رات دن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

اُن پہ درود کب سے ہے ان پہ درود جب سے ہے
جب نہ تھے ماہ وسال و سِن جب نہ تھے رات اور دن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

یہ ہے ازل سے تا ابد، اس کی نہیں ہے کوئی حد
اس کا عروج ماہ و سال، اس کا فروغ دن بہ دن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

ہوتی نہیں ہے مستجاب، ہوتی نہیں ہے باریاب
ربّ حضور کے حضور، کوئی دعا درود بِن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

وہ تو ہیں رحمتِ تمام، جود و کرم ہے ان کا عام
تیری نظر وہیں رہے، اپنے گناہ کو نہ گِن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

عشق نبی کی نعمتیں ایک ایک کر کے سب ملیں
عشق نبی کی نعمتیں جتنی ہیں سب مجھے ملیں

ہجر کی دل میں پھانس ہے، پھانس ہے دل ہے اور چبھن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

جس نے ادیبؔ حرزِ جاں اپنا اسے بنا لیا
اس کو ہیں پھر نہ مشکلیں پھر نہ اسے کوئی کٹھن
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

☆☆☆

☆

عشق کا دعویٰ کرنے والے اپنی ہستی کو مت بھول
کون ہے ان کا سچا عاشق رب جانے یا جانے رسول

☆

منفرد اشعار

دیکھوں میں اور کی طرف تجھ میں کوئی کمی ہو جب
اور اگر کمی ہے کچھ تجھ میں کہاں وہ مجھ میں ہے

☆

تیری یادوں کی سجاوٹ سے یہ آئینۂ دل
دیکھنے والوں کو گُل زارِ ارم لگتا ہے

☆

لوحِ رخ پر تیرے جذبات ہیں تحریر میرے
حُسنِ تصویر میرا نفسِ قلم لگتا ہے

☆

(رباعی)

عشق کی ایک نماز ہے اس کے وضو کا آب اشک
ہجر کی اک زکوٰۃ ہے اس کا ہے اک نصاب اشک
جس کا خمار روح سے اُٹھتا ہے وہ نشہ ہے یہ
جس کی کشید قلب میں ہوتی ہے وہ شراب اشک

☆

نم ہے جو آنکھ ثنا خوانِ محمد ہے وہی
شعر کہنے کا ہنر ہو یہ ضروری تو نہیں
بات کچھ اور ہے روتے ہیں جو سننے والے
صرف لفظوں کا اثر ہو یہ ضروری تو نہیں

☆☆☆

چوٹ کیسی بھی لگے زخم کا مرہم تو آپ ہیں
کرتی ہے کارِ مسیحائی یہ نسبت واللہ
شرط ہے زخم کی مرہم کے طلب گاروں پر
ان کے مائل بہ کرم ہونے کی صورت واللہ
کلمہ عشق پڑھا کلمہ توحید کے ساتھ
عشق و توحید کی دیکھی جو یہ وحدت واللہ

☆

--زوجہ محترمہ کیلیے--

یہ پہلی شب تھی جدائی کی وہ پاس بھی ہو کر پاس نہ تھا
ایسا بھی کوئی وقت آئے گا اس کا تو مجھے احساس نہ تھا
یہ وقت بھی کیسا ڈاکو ہے لوُٹے تو میرے ارمان لوُٹے
اس گھر میں وہی اک دولت تھی موتی مونگا الماس نہ تھا

☆☆☆

منقبت مخدوم پاک صابر پیا

نصیب سوئے ہوئے جگاؤ کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل
مراد جو دل میں ہے وہ پاؤ، کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

کرم ہے ان پر بہت خدا کا، ملا ہے قرب ان کو مصطفیٰ کا
انھیں سے تم اپنی لو لگاؤ، کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

بنامِ مخدوم پاک صابر، غلام جتنے ہوئے ہو حاضر
ہو آستاں بوس، سر جھکاؤ کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

مٹاؤ داغِ گناہ دل کے بہا کے آنسو ندامتوں کے
ستارے پھر بن کے جگمگاؤ، کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

جو زخم ہیں لادواء تو صابر کی خاکِ پا مرہم شفاء ہے
تم اپنے زخموں پہ یہ لگاؤ کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

جو خالی کاسہ لیے میں لوٹا تو کیا کہے گا تمھیں زمانہ
بُرا بھلا جو بھی ہوں نبھاؤ، کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

کرم سے ان کے ہری بھری ہے یہ شاخِ ممتاز صابری ہے
وسیلہ اپنا انھیں بناؤ کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

ادیبؔ پھیلاؤ اپنا دامن کہ ہے یہ صابر پیا کا گلشن
وسیلہ گنج شکر بناؤ کہ یہ ہے صابر پیا کی محفل

☆☆☆

مفتی برہان الحق جبل پوری

ایسے بھی جہاں میں ہیں انساں برہان الحق سبحان اللہ
جس سمت گئے رحمت بھی وہاں برہان الحق سبحان اللہ

ڈوبے بھی وہیں تیرے بھی وہیں اور پار بھی ہو کر دکھلایا
اب تیرنے والے ایسے کہاں برہان الحق سبحان اللہ

گفتار میں وہ کردار میں وہ سرکار کی سیرت کا پرتو
جس اللہ والے کی ہے یہ شاں برہان الحق سبحان اللہ

کشتی کو لگایا ساحل سے پہنچایا یقیں کی منزل تک
اور دور کیے سب وہم و گماں برہان الحق سبحان اللہ

اللہ کو جو پا جاتے ہیں اللہ سے جو مل جاتے ہیں
پھر نام اُسی سے پاتے ہیں یہاں برہان الحق سبحان اللہ

جب گیارہ سلاسل میں ان کو اعلیٰ حضرت نے اجازت دی
ہے گیارہویں والے کا احساں برہان الحق سبحان اللہ

وہ اپنے مرید کے گھر آئیں یہ ان کا تصرف روحانی
ہیں آج قناعت کے مہماں برہان الحق سبحان اللہ

بوبکر سے جن کا پاک نسب والدعیہ السلام لقب
کافی ہے ادیب ان کی یہ شاں برہان الحق سبحان اللہ

مفتی برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ اعلیٰ حضرت پاکستان تشریف لائے تھے)

قلندر بابا کے لیے

قدم کی جا جبیں رکھ کر جو اس کوچہ میں آئے گا
طلب سے بھی زیادہ اپنی جھولی بھر کے جائے گا

یہ دربارِ قلندر ہے سخاوت کا سمندر ہے
یہاں سے لوٹ کر خالی نہ جاتا ہے نہ جائے گا

یہ نوبت ہاتھ پھیلانے کی آنے ہی نہیں دیتے
سخاوت کا فرشتہ آنکھ ان سے کیا ملائے گا

گرا دو خود کو اس در پر اگر کچھ مرتبہ چاہو
قلندر جب اُٹھائے گا بہت اونچا اُٹھائے گا

اُدھر ہے کوہ کا دامن اِدھر دامن قلندر کا
یقیں ہے دل ثنا ان کی، پہاڑی میں سنائے گا

کرم کر دے خدایا آج کی شب وہ نظر آئیں
کہ یہ لمحہ یہ شب کا نور پھر کب ہاتھ آئے گا

محبّ ہیں منتظر محبوب کب جلوہ دکھاتا ہے
ادیب اپنا مقدّر ساتھ ان کے جگمگائے گا

☆☆☆

باباسیّد کوثر علی شاہ، کھارادر، کراچی

ہم وسیلے کے قائل ہیں سارے اور وسیلہ ہے کوثر ہمارا
وہ علی بھی ہیں قاسم بھی ہیں وہ، ہم کو دو نسبتوں کا سہارا

اُس کو محشر کا اب غم نہیں ہے جس نے کوثر کا دامن ہے تھاما
جو غلامانِ کوثر ہیں ان کا ساقیِ حوضِ کوثر سہارا

بعد حمدِ خدا نعتِ احمد کب ہوا کچھ زباں کو گوارا
ہاں مگر جب لیا نامِ کوثر بن گیا زندگی کا سہارا

روزِ محشر ہیں کوثر وسیلہ اس وسیلے تک اب کیسے پہنچیں
اس وسیلہ کا ہے اک وسیلہ ترکی ٹوپی میں ہے وہ سہارا

بابا کوثر سے نسبت بڑھالو، اپنا بگڑا مقدر بنا لو
نقش دل پر یہ اپنے بنالو، نامِ کوثر وظیفہ ہمارا

آ گیا ہے ادیبؔ ان کے در پر روشنی آج ہے جن کی گھر گھر
اس سہانی گھڑی میں خدارا کاش مل جائے صدقہ تمہارا

☆☆☆

نعمت ربّ رحمت پہ لاکھوں سلام
اللہ والوں کی عظمت پہ لاکھوں سلام

پیکر آب و گل میں ولایت کا نور
ایسے نورِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

بابا سرکار کا آستانہ ہے یہ
آستانہ کی عظمت پہ لاکھوں سلام

وہ نقوشِ شریعت ولئ زماں
اس نگارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہاتھوں سے صحرا میں مسجد بنی
اس کے شوقِ عبادت پہ لاکھوں سلام

جس نے فاقے پہ فاقے سفر میں کیے
اس مسافر کی ہمت پہ لاکھوں سلام

ذکر و یادِ خدا غار میں بیٹھ کر
مصطفیٰ کی یہ سنت پہ لاکھوں سلام

جن کا مسکن تھا لکڑی کی کٹیا ادیبؔ
ان کے مسکن کی حرمت پر لاکھوں سلام

۱۰ر جمادی الثانی شب وصل حق
اس شب وصلِ قدرت پہ لاکھوں سلام

منقبت سروری

نگاہِ لطف سوئے خادمانِ اولیاء گا ہے
اساں جی قلب جی راحت تو ہی آ ہے تو ہی آ ہے

سراپا، رنگ کُھلتا، گندمی، پُرنور پیشانی
سخن سنجیدہ، شیریں، مختصر، مضمون طولانی
قدم روشن، جہاں رکھ دیں وہاں ظلمت کی ویرانی
بھلو صورت بھلو سیرت، تو ہی آ ہے تو ہی آ ہے
نگاہِ لطف سوئے خادمانِ اولیائے گا ہے

وہ اک گوشۂ نشیں، لاکھوں دلوں پر جس کی سلطانی
وہ اک پردہ نشیں، بن دیکھے دنیا جس کی دیوانی
رہا اس طرح آ کر کفر میں، وہ نورِ ایمانی
سمندر میں بہم ہوں اور جدا بھی ریت اور پانی
خدا جی دانش و حکمت تو ہی آ ہے، تو ہی آ ہے
نگاہِ لطف سوئے خادمانِ اولیاء گا ہے

اُکھاڑی ظلم کی بنیاد پھر حق کی بِنا ڈالی
جہاں بھی خاک پر سجدے کیے مسجد بنا ڈالی
غبارِ گردِ صحرا پر گلستاں کی رِدا ڈالی
رہے سرسبز اور شاداب پھولوں کی سدا ڈالی

کہ ہن گلزار جی نکہت تو ہی آ ہے تو ہی آ رہے
نگاہِ لطف سوئے خادمانِ اولیاء گاہے

جھکایا سر مراقب میں، فنا کے بحر سے گذرے
جلے سیرِ مراتب میں تو ماہ و مہر سے گذرے
وہ گذرے جس طرح، ابر کرم ہر شہر سے گذرے
حیاتِ جاوداں دیتے فنا کے دہر سے گذرے
سخی دربار جی عظمت، تو ہی آ ہے، تو ہی آ ہے
نگاہِ لطف سوئے خادمانِ اولیاء گاہے

☆☆☆

نمی دانم مقامِ مرشد و مولائے من بابا
خوشا ہستم غلامِ مرشد و مولائے من بابا

اگر خواہی رضائے مصطفیٰ، مولا علی ہردو
وظیفہ روز و شب مولائے من، مولائے من بابا

گرفتم دامن تو بے نیازم از ہمہ عالم
کہ توئی کارساز و چارہ گر مولائے من بابا

بلند از جملہ درویشان و درویش خدا مستاں
ز احوالِ مریداں باخبر مولائے من بابا

ادیبؔ خستہ جاں و خوش بیاں مدحت گسارِ تو
نگاہِ لطفِ کُن بر حالِ من مولائے من بابا

☆☆☆

ادیب رائے پوری کے والد مرحوم کے مزار شریف کی لوح پر اشعار

ایں شعاعِ نور ، آلِ سیّدالسادات ہست
در لباسِ زہد و تقویٰ ایں فنائے ذات ہست

من بجا نازم کہ ہستم ابنِ ایں عالی مقام
ایں کہ ذاتش عاشقانِ فخرِ موجودات ہست

☆☆☆

خاکِ مزار میری جبیں کا وقار ہے
اس خاک سے وقار ہے میرے وجود کا
یہ آستاں نسب کا میری ہے سند ادیبؔ
یہ وہ ہیں جن کو ملتا ہے حصہ درود کا

☆☆☆

والدہ مرحومہ ادیب رائے پوری کے لوحِ مزار پر اشعار

لاکھ تصویریں بنا لیتا ہے لفظوں سے ادیبؔ
یہ ہنر اللہ نے اس کو عطا ایسا کیا

ہار بیٹھی ہے یہاں اب قوتِ فکر و خیال
بن نہ پایا اس سے نقشہ مامتا کے پیار کا

چار مصرعے تیری ممتا پر مرے فن کا نچوڑ
اس پہ بھی نادم ہوں کر پایا نہ تیرا حق ادا

تجھ پہ صدقہ زندگی بھر کی عبادت کا ثواب
میری آنکھوں کے لیے سرمہ ہے تیری خاکِ پا

حق کی بندوں سے محبت کا جو پیمانہ ہے تو
خلق میں تیرا یہ رتبہ ، اس کی عظمت کو سلام

تری رفعت تیری عظمت اور عقیدت کو سلام
ہر محبت سے فزوں ممتا کی اُلفت کو سلام

☆☆☆

ذاکرہ کی یاد میں

آج اشکوں سے کوئی نعت لکھوں تو کیسے
کوئی آنسو بھی مرے پوچھنے والا نہ رہا

غم کی تصویریں لفظوں سے بناتا ہوں مگر
وہ مرا دستِ ہنر دیکھنے والا نہ رہا

آؤ ہم مل کے چلیں سُوئے مدینہ اک بار
اس سخن کا مرے اب کوئی حوالہ نہ رہا

وہ رفیقِ سفرِ شہرِ مدینہ ہے کہاں
رہ گیا رختِ سفر قافلے والا نہ رہا

رنگ جذبات کے سب اُڑ گئے لفظوں سے مرے
سبزہ سبزہ نہ رہا لالہ بھی لالہ نہ رہا

اس پرستارِ مدینہ کے چلے جانے سے
لذتِ زیست کے ایواں میں اُجالا نہ رہا

☆☆

اک ہجر کی شب شیوں بھی آئی وہ پاس بھی ہو کر پاس نہ تھا
ایسا بھی کبھی وقت آئے گا اس بات کا کچھ احساس نہ تھا

☆☆☆

ذاکرہ کی یاد میں

ذکرِ فراق اصل میں ذکر وصال ہے
دنیا سمجھ رہی ہے کہ میں تم سے دور ہوں

تیری یادوں کی سجاوٹ سے یہ آئینۂ دل
دیکھنے والوں کو گلزارِ ارم لگتا ہے

تیری تصویر پہ جذبات ہیں تحریر مرے
حسن تصویر مرا نقشِ قلم لگتا ہے

☆☆

ذاکرہ کے لوحِ مزار پر

میں ہی شمع بن کے جلتا ہوں مزارِ دوست پر
اور خود پروانہ بن کر میں ہی جلتا ہوں، سدا

شمع پروانہ گل و بلبل ہیں سب مجھ میں نہاں
میں ہی گل ہوں میں ہی بلبل اور بلبل کی صدا

بر مزارِ ما غریباں نے چراغ نے، گل
اس کا غم ہرگز نہ کرنا اے رفیقِ باوفا

حشر تک اس پر پڑھے گی فاتحہ روحِ ادیبؔ
یہ لحد عشقِ مجازی سے حقیقی کا پتہ

☆☆☆

خراجِ عقیدت

وہ اُٹھ گیا کہ تکلّم تھا جن کا نعتِ رسول
وہ جن کی ذات پہ ہر دم تھا التفاتِ رسول

شجر پہ ذکرِ محمد کے عندلیب تھا وہ
اور اپنے لہجہ میں اِک منفرد ادیبؔ تھا وہ

لبوں پہ لفظ جو آئے وہ پھول بن کے کھلے
چراغ جتنے جلائے وہ نعت بن کے جلے

لقد خلقنا الانسانَ کا جمال تھے وہ
مقامِ احسنِ تقویم کی مثال تھے وہ

مزاج ان کا ثنا گوئی ابتدا سے تھا
نصیب ان کو نسب آلِ مصطفیٰ سے تھا

وہ ڈھونڈا کرتے تھے الفاظ نعت کے پیہم
اب ان کو ڈھونڈیں گے الفاظ نعت کے ہر دم

پہن کے عشقِ محمد کا وہ لباس گئے
خدا کے گھر سے جو نکلے، خدا کے پاس گئے

خراج لفظوں کا کافی نہیں ہے ان کو ادیبؔ
خدا کرے کہ عمل سب کو ان کے جیسا نصیب

یکم مارچ 2001ء کو ادیبؔ صاحب نے خود اپنے لیے یہ ''خراجِ عقیدت'' پیش کیا تھا۔
جس میں بعد از وصال کی کیفیات منظوم کی گئی ہیں۔ (مرتب)

ارمغانِ ادیبؔ

(مقصودِ کائنات کے بعد کا نعتیہ کلام)

☆

''ارمغانِ ادیبؔ'' حضرتِ ادیبؔ رائے پوری کے مقبولِ عام نعتیہ کلام کا انتخاب ہے۔ جس میں مقصودِ کائنات/1998ء کے بعد کا اضافہ شدہ نعتیہ کلام بھی شامل ہے۔ اس نئے کلام کی رسائی عام لوگوں تک نہیں تھی۔ لہٰذا اسے بھی نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

چلا ہوں مدحتِ احمد سُنانے
ذرا سی دیر کو تھم جا زمانے
میں رحمت کو ذرا آواز دے دوں
وہ خود ہی ڈھونڈ لے گی سو بہانے

(نعتیہ قطعہ)

فارسی نعت

مثلِ جمال روئے تو شمس کجا قمر کجا
تابِ نظارہ رخت تاب کجا، نظر کجا

بر سرِ عاصیاں توئی روزِ حساب سائباں
ظلِّ الٰہ، مثل تو سایہ کجا، شجر کجا

نخلِ بہارِ زیست از باد ثنائے مصطفیٰؐ
ہمچو دو شاخۂ ثنا شاخ کجا، ثمر کجا

لذّتِ ہجر را طلب دامنِ سوز را بگیر
ورنہ ز بربطہ سخن، درد کجا، اثر کجا

موسم رنگ و نور بر خاک مدینہ روز و شب
بادِ حریفِ برگِ گل اذن کجا، گذر کجا

مدح رسول شد نصیب، سجدۂ شکر کن ادیبؔ
می گذرد مپرس ایں شام کجا، سحر کجا

☆☆☆

میں فقیرِ کوئے رسول ہوں میں کسی بھی شاہ سے کم نہیں
غمِ مصطفیٰ میرا بخت ہے مجھے اور اب کوئی غم نہیں

میں بہشت لے کے کروں گا کیا مجھے شوق دیدِ ارم نہیں
یہ درِ نبی پہ میری جبیں یہی مرتبہ مرا کم نہیں

جو طلب ہو تیرے سوا کوئی وہ ہوس ہے عشق کے نام پر
یہ مذاق ہے تیرے عشق کا اگر آنکھ ذکر میں نم نہیں

یہ طلب کہ جالی سے جا لگوں یہ ادب کہ پاؤں کہاں رکھوں
یہاں کوئی ایسی جگہ کہاں جہاں ان کے نقش قدم نہیں

ذرا چلئے ان کے دیار تک وہ سکوں ملے گا تجھے وہاں
میں کہوں کہ لوٹ کے گھر چلیں تو کہے خدا قسم نہیں

جو گلی سے ان کی گزر گیا، تو نصیب اس کا سنور گیا
جو درِ رسول پہ آ گیا اسے حشر کا کوئی غم نہیں

تری رفعتوں کا یہ حال ہے کہ بیان ان کا محال ہے
تری مدح جیسی قرآں نے کی میرے ہاتھ میں وہ قلم نہیں

نہ یہ دل ادیبؔ کا بت کدہ نہ یہ مئے پرستوں کا مے کدہ
یہ حرم ہے عشقِ رسول کا یہاں اور کوئی صنم نہیں

☆☆☆

نصیب چل مجھے لے چل پئے سلامِ حبیب
تڑپ رہا ہوں زمانے سے حاضری ہو نصیب

طبیبِ عشق کے در پر مری قضا آئے
وہ مجھ کو دیکھے میں دیکھوں جمالِ روئے طبیب

غریب جان کے ٹھکرا دیا جہاں نے مجھے
سنے گا کون تمہارے سوا صدائے غریب

حبیبِ پاک سے ملنا خدا سے ملنا ہے
بڑا کرم ہو کہ مل جائیں نقشِ پائے حبیب

نصیب سنگِ حرم تیری رفعتوں کے نثار
بنا دے سنگِ مدینہ کبھی مرے بھی نصیب

حبیبِ رب کی ثناء میں جو کہہ سکے کہہ جا
بہت بلند ہے تیرے سخن سے شانِ حبیب

ادیبؔ حشر میں نعتوں کا یوں صلہ پاؤں
حضورؐ حکم سنائیں کہ ہاں سناؤ ادیب

☆☆☆

اس مندرجہ بالا نعت میں ایک صنعت ہے کہ جس لفظ سے مصرعہ اولیٰ شروع ہوا ہے اسی لفظ پر مصرعہ ثانی ختم ہوتا ہے یعنی ہر شعر کا جو پہلا لفظ ہے وہی آخری بھی ہے۔

نبی کا نام جو میں ایک بار لیتا ہوں
خزاں میں بیٹھ کے لطفِ بہار لیتا ہوں

اسی نے رکھا ہے میرا بھرم زمانے میں
وہ ایک نام جو میں بار بار لیتا ہوں

تمہاری کاکلِ مشکیں کا ذکر کر کے حضور
میں اپنی زیست کے گیسو سنوار لیتا ہوں

اُنڈیلتا ہوں میں کاغذ پہ جامِ عشقِ رسول
پھر اس کو پڑھ کے سرور و خمار لیتا ہوں

بناتا ہوں جو تصوّر میں آپ کی تصویر
پھر اس کو آنکھ سے دل میں اُتار لیتا ہوں

گناہ کم ہی نکلتے ہیں رحمتوں سے تیری
میں جب بھی ان کا حساب و شمار لیتا ہوں

مہِ صیام میں پڑھتا ہوں جب میں نعت ادیبؔ
ثوابِ روزہ ہزاروں ہزار لیتا ہوں

☆☆☆

اشکوں سے بولتے ہیں جو لوگ لب سے چپ ہیں
ہم بھی اُنھیں میں شامل اس در پہ کب سے چپ ہیں

زخموں کو سی رہے ہیں آنسو بھی پی رہے ہیں
عشقِ نبی کی لذّت پائی ہے جب سے چپ ہیں

پیشِ نظر جنید اور ہیں بایزید جن کے
ہر سانس ان کی گم ہے اتنے ادب سے چپ ہیں

جو حال ہے ہمارا اُن پر کُھلا ہے سارا
ہر دم نظر ہے ان کی، ہم اس سبب سے چپ ہیں

عشقِ نبی کا دعویٰ ہر اِک زبان پر ہے
اس حادثہ کے باعث عشّاق کب سے چپ ہیں

یہ ڈھنگ گفتگو کا تم نے ادیبؔ پایا
لکھ لکھ کے کہہ دیا سب اور خود ادب سے چپ ہیں

☆☆☆

آیاتِ والضحیٰ میں فترضیٰ تمہی تو ہو
بخشش کا عاصیوں پہ در وا تمہی تو ہو

جس نے خدا کے پیکرِ حسن و جمال کو
اپنی کُھلی نگاہ سے دیکھا تمہی تو ہو

جس نے خدا سے نعمتِ فردوس کے عوض
ہر اُمّتی کی جاں کو خریدا تمہی تو ہو

امّی لقب ہو، صاحبِ اُمّ لکتاب ہو
ہے یہ کتاب جس کا قصیدہ تمہی تو ہو

اوجِ کمالِ فن ہو کہ آرائشِ سخن
اس کج کلاہِ علم کا طرّہ، تمہی تو ہو

اقصیٰ کی سر زمین فلسطینیوں کا خون
ہے جس کے انتظار میں آقا، تمہی تو ہو

لب غیر کے لیے نہ کُھلے جس کے آج تک
مدح سرا ادیب ہے جس کا تمہی تو ہو

☆☆☆

انہی کی بزم میں گذرے ہیں صبح و شام مرے
یہی زمین یہی آسمان ہے میرا

تیرے جمال سے پردہ نہیں اُٹھا اب تک
بیانِ حسن تو حسنِ بیان ہے میرا

نشانِ پائے نبی پر جبیں کی صورت ہوں
یہی پتہ ہے یہی اب نشان ہے میرا

ہوا ہے غرق سکوتِ ادب میں شورِ فغاں
سبب یہ ہے کہ یہ طرزِ بیان ہے میرا

سنو ہو ابر برستا وہ چشمِ تر ہے میری
کہو ہو درد جسے وہ مکان ہے میرا

جہاں ہے مرغِ تخیّل کا آب و دانہ یہ نعت
وہ اس جہاں سے پرے اِک جہان ہے میرا

قدیم اور متروک الفاظ میر تقی میرؔ کے عہد کے ہیں "سنو ہو"، "کہو ہو"۔ اسی طرح ان کا استعمال کیا ہے

☆☆☆

عشق کی منزل عشق کا رہبر عشق کا عنواں کون؟ محمد
ہادیؑ و رہبر داورِ محشر عظمتِ انساں کون؟ محمد

عرش پہ پہنچا اپنے رب کا بن کر مہماں کون؟ محمد
فرش پہ اُمت کے غم میں ہے دیدۂ گریاں کون؟ محمد

علم و عطا وہ، راہِ ہدیٰ وہ، مہرِ حرم وہ، ماہِ حرا وہ
روحِ دعا وہ، صلِّ علیٰ وہ، درد کا درماں کون؟ محمد

قبر کا منظر وہ تاریکی جس میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے
اس اندھیارے میں بھی کریں گے شمعِ فروزاں کون؟ محمد

بول سنہرے، رنگ میں گہرے، قلب میں ٹھہرے، آنکھ میں تیرے
صوت و صدا وہ لحن و نوا وہ نغمۂ قرآں کون؟ محمد

کیا ماضی اور حال کی دنیا جو مستقبل میں بھی کرے گا
ہر انساں کی مشکل آساں، ایسا انساں کون؟ محمد

ہم نے ادیبؔ اتنا ہی کہہ کر طوفاں سے چھٹکارا پایا
جانتی ہے اے موجِ حوادث، میرا نگہباں کون؟ محمد

☆☆☆

فن کی آوارہ فضاؤں میں رہوں ناممکن
دل کہے نعت میں کچھ اور کہوں ناممکن

میرے افکار ہیں پروردۂ دربارِ رسول
میں کسی اور تجسّس میں رہوں ناممکن

جالیاں روضۂ اقدس کی یہ دیکھ آیا ہے
اور لے جائے کہیں میرا جنوں ناممکن

بخش دیتا نہیں جب تک مری اُمت کو خدا
بولے سرکار کہ اس دل کو سکوں ناممکن

سر کے بل چل کے بھی تھکتا نہیں مدحت میں قلم
میں اُٹھاؤں تو یہ کہتا ہے اُٹھوں ناممکن

ان کی سیرت سے بیگانگی ورنہ لوگو!
اُن کی اُمّت کا ہو یہ حالِ زبوں ناممکن

ایک شب آپ نے بخشا مجھے اپنا دیدار
ماسوا اس کے تمنّا میں کروں ناممکن

اُن کی زُلفوں کی ہوا کھائی تو بولی یہ صبا
اب کسی گُل میں گذارا میں کروں ناممکن

جو محمد کا ہے دیوانہ وہ دل ہے آزاد
کوئی چاہے اسے قابو میں کروں ناممکن

وہ جسے چاہیں ادیبؔ اس کو عطا کرتے ہیں
ہر کسی کو ملے یہ سوزِ دروں ناممکن

☆☆☆

نعتیہ رباعی

اب آنکھ بند ہو کر کھلی کوئی غم نہیں
میرے تصوّرات میں ہر دم حضور ہیں
ذکرِ فراق اصل میں حسنِ وصال ہے
دنیا سمجھ رہی ہے کہ ہم اُن سے دور ہیں

☆☆☆

اِک نعت لکھی ہے ہم نے بھی لیکن نہ سیاہی اور نہ قلم
کچھ آنسو اس میں شامل ہیں اور باقی سارا ان کا کرم

دو آنسو کافی ہوتے ہیں کرتا ہوں کوئی جب نعت رقم
پڑھ لیتے ہیں وہ حال مرا جب ہوتا ہے دل کا کاغذ نم

سو باتیں ہیں سو منظر ہیں اشکوں سے لکھے ان شعروں میں
کچھ رنگ میرے جذبات کے ہیں کچھ عشق مرا کچھ میرا غم

میں تھام کے جالی رویا تھا اور لب پہ مرے تھا صلِّ علیٰ
یہ بات ہے برسوں کی لیکن آنکھوں میں یہ منظر ہے ہر دم

نہ ہجر رہے نہ وصل رہے اب دل کا تقاضا ہے بس یہ
ہر آن اک تازہ زخم لگے ہر آن ہو یاد تیری مرہم

اشکوں کے سہارے جو ہم نے تصویر بنائی ہے دل پر
یہ وصل ہے یا مجبوری ہے یہ ہم جانیں یا شاہِ اُمم

کیوں چارہ گروں سے مدح ہو کیوں زخم کھاتے پھرتے ہو
یہ عشق نبی ہاتھ آیا ہے خاموش رہو اور باتیں کم

☆☆☆

سلام

ہادیٔ و رہبر و امام تم پہ درود اور سلام
بخشش و رحمت تمام تم پہ درود اور سلام

جامع حُسنِ کُل صفات وجہِ وجودِ کائنات
فرش نشیں فلک مقام تم پہ درود اور سلام

عرش کی آرزو ہو تم فرش کی آبرو ہو تم
خلق تمہاری ہے غلام تم پہ درود اور سلام

حُسنِ کرم تمہاری بات حُسنِ عطا تمہاری ذات
حُسن ہی مُحسن ہو تمام تم پہ درود اور سلام

قند و نبات و انگبیں جانِ حیات و روحِ دیں
ایک سخن ہزار نام تم پہ درود اور سلام

غنچہ و برگ و گُل کلی، جس کی زباں جہاں کُھلی
سب نے کیا یہی کلام تم پہ درود اور سلام

مدح تمہاری اور ادیبؔ ایسے کہاں تھے یہ نصیب
اب میں ہوں اور صبح و شام، تم پہ درود اور سلام

☆☆☆

سفرِ حج

لبیک اللّٰھم لبیک

حاضر ہیں حاضر ہیں حاضر ہیں ہم

لائق حمد و ثنا تیرے سوا کوئی نہیں
سننے والا عاصیوں کی التجا کوئی نہیں
ڈوبتوں کو جو ترا دے ناخدا کوئی نہیں
جھولیاں بھر دے جو سن کر مدعا کوئی نہیں
ہاں سوا تیرے سوا کوئی نہیں
دیکھ میرا دامن تر دیکھ میری چشم نم

حاضر ہیں حاضر ہیں حاضر ہیں ہم

یہ شرف کہ آدمی اللہ کے گھر جائے گا
یہ شرف کہ پاک دامانوں کا رتبہ پائے گا
یہ شرف کہ ہر خطا رب درگذر فرمائے گا
یہ شرف کہ داغ دامن سے ہر اک ڈھل جائے گا
اس شرف پر جان بھی قربان کردیں تو ہے کم

حاضر ہیں حاضر ہیں حاضر ہیں ہم

عاصی و مسکین و مجرم ہو رہے ہیں محترم
یہ تیری شانِ کریمی یہ تیرا لطف و کرم
بڑھ رہے ہیں تیری جانب تیرے بندوں کے قدم
مدعا تیری رضا تیری خوشی ترا کرم

ان تمناؤں کا رکھنا اے خداوندا بھرم
حاضر ہیں حاضر ہیں حاضر ہیں ہم

یہ سفر حج کا سفر بگڑے بناتا ہے نصیب
یہ سفر مخلوق کو خالق سے کرتا ہے قریب
یہ سفر یعنی مریضوں سے ملاقاتِ طبیب
ہو مقدر سے اگر عرفات کا میداں نصیب
یہ دُعا مانگو کھڑے ہو کر وہاں پر اے ادیب
ہو غلامِ مصطفیٰ میں نام اپنا بھی رقم
حاضر ہیں حاضر ہیں حاضر ہیں ہم

حاجی غلام فرید صابری کی خصوصی فرمائش پر یہ کلام کہا گیا۔

☆☆☆

جالیاں (سیّدنا غوث الاعظم)

فاصلوں کو خدارا مٹا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں
رُخ سے پردہ اب اپنے ہٹا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں
اپنا جلوہ اسی میں دکھا دو، جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

غوث الاعظم ہو غوث الوریٰ ہو نور ہو نورِ صلِّ علیٰ ہو
کیا بیاں آپ کا مرتبہ ہو دستگیر اور مشکل کشا ہو
آج دیدار اپنا کرا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

ہر ولی آپ کے زیرِ پا ہے ہر ادا مصطفیٰ کی ادا ہے
آپ نے دین زندہ کیا ہے ڈوبتوں کو سہارا دیا ہے
مری کشتی کنارے لگا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

شدتِ غم سے گھبرا گیا ہوں اب تو جینے سے تنگ آ گیا ہوں
ہر طرف آپ کو ڈھونڈتا ہوں اور اِک اِک سے یہ پوچھتا ہوں
کوئی پیغام ہے تو سنا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

ایک مجرم سیہ کار ہوں میں ظلمتوں میں گرفتار ہوں میں
میرے چاروں طرف ہے اندھیرا روشنی کا طلب گار ہوں میں
اِک دیا ہی سمجھ کر جلا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

زیرِ پا جن کے تاج سریاں جن کے محتاج سب دست گیراں
وہ ہیں مشکل کشا میرِ میراں جن کی نوبت بجے پیرِ پیراں
آج سب حال ان کو سنا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

وجد میں آئے گا سارا عالم جب پکاریں گے یا غوث الاعظم
وہ نکل آئیں گے جالیوں سے اور قدموں پہ گر جائیں گے ہم
پھر کہیں گے کہ بگڑی بنا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

سُن رہے ہیں وہ فریاد میری خاک ہوگی نہ برباد میری
میں کہیں بھی مروں شاہِ جیلاں روح پہنچے گی بغداد میری
مجھ کو پرواز کے پَر دلا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

آنسوؤں کا بدن پر ہے گہنا اور محبت کا جوڑا ہے پہنا
بن کے آئی ہوں جوگن تمہاری اور اتنا ہی مجھ کو ہے کہنا
حاضری اپنے در کی کرا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

فکر دیکھو خیالات دیکھو یہ عقیدت یہ جذبات دیکھو
میں ہوں کیا مری اوقات دیکھو سامنے کس کی ہے ذات دیکھو
اے ادیب اپنا سر اب جھکا دو جالیوں پر نگاہیں جمی ہیں

☆☆☆

مقصودِ کائنات/1998ء

(ترمیم و اضافہ شدہ کلام)

☆

"مقصودِ کائنات" ترتیب کے لحاظ سے حضرتِ ادیبؔ رائے پوری کا تیسرا نعتیہ کلام ہے۔ جس میں اُس قدم کے نشاں/1977ء، تصویرِ کمالِ محبت/1979ء کے علاوہ 1998ء تک کہا گیا تمام کلام شامل ہے۔ یہاں صرف وہ نعتیہ کلام شائع کیا گیا ہے جس میں ترمیم و اضافہ موجود ہے۔

وہ خالقِ جہاں ہے، وہ ربِّ قدیر ہے
یہ رحمتِ جہاں ہے، یہ خیرِ کثیر ہے
حمد و ثنا میں ایک ہی پردہ ہے درمیاں
وہ حمدِ کبریا یہ ثنائے کبیر ہے

(نعتیہ قطعہ)

ثنائے احمدِ مُرسل میں جو سخن لکھوں
اسی کو ندرتِ فکر و کمالِ فن لکھوں

وہ لفظ جس کا ہو مفہوم شانِ ختم رُسل
میں اس کو چشمۂ سیماب کی کرن لکھوں

وہ جستجو جو رہے فکرِ نعت میں ہر دم
میں اس کو رفرفِ افلاک فکر و فن لکھوں

وہ روح میں جو مہکتا ہے رات دن اِک نام
اسے گلاب لکھوں یا کہ شب دلہن لکھوں

اُنھیں کے نام کو لکھوں حیاتِ نو کا پیام
حیاتِ نو کی جو تعریف میں سخن لکھوں

فضا میں رنگ بکھر جائیں جس تصوّر سے
میں اس خیال کو فطرت کا بانکپن لکھوں

صبا جو کاکلِ مُشکیں کا لَمس پا کے چلے
میں اُس صبا کو رمِ آہوئے ختن لکھوں

وہ گردِ کوچۂ بطحا، رموز کا جامہ
اسے شہیدِ محبت کا میں کفن لکھوں

ہزار جانِ گرامی نثارِ لذّتِ غم
جو اُن کی یاد کی دل میں کوئی چبھن لکھوں

وہ نور جس کا اُجالا محیطِ کون و مکاں
میں کیوں نہ اس کو محمدؐ کا پیرہن لکھوں

وہ ایک نام جو تشبیہ کا نہیں محتاج
میں اس کی شرح میں کیا؟ ربِّ ذوالمنن لکھوں

ہے جُوئے شِیر اگر نعتِ مصطفیٰؐ لکھنا
تو پھر ادیبؔ تجھے کیوں نہ کوہ کن لکھوں

☆☆☆

کیا شور ذکر و فکر، دعا پنجگانہ کیا
آتا نہیں ہے عشق میں آنسو بہانہ کیا

آنکھیں بھی اشک بار ہیں لب پر درود بھی
رحمت کو اب بھی چاہیے کوئی بہانہ کیا

رکھا جو ہاتھ سینے پہ دھڑکن نہیں ملی
دل، ہو گیا مدینے کی جانب روانہ کیا؟

وہ بھی ہیں آستاں بھی ہے، کر دے نثار جاں
پھر لوٹ کر اب آئے گا ایسا زمانہ کیا

موسیٰ کا حال مانعِ حسرت ہوا ہمیں
تابِ نظر نہیں ہو تو نظریں اُٹھانا کیا

تسبیح دانے دانے مُصلاّ ہے تار تار
آیا ہے خانقاہ میں کوئی دوانہ کیا

ڈرتا ہے کس لیے غمِ دوراں سے رات دن
پالا نہیں ہے تو نے غمِ عاشقانہ کیا

یہ مرحلہ ہے زیست کا طے کر اسے ابھی
اب مر کے ہوگا سوئے مدینہ روانہ کیا

دیدار بھی حضور کا، کوثر کا جام بھی
دیکھو قصیدہ لکھ کے ملا ہے خزانہ کیا

سر کو جھکا دیا جو درِ یار پر ادیبؔ
جب تک قضا نہ آئے تو سر کو اُٹھانا کیا

☆☆☆

عقل تھی حیران کیا اور کیسے لکھوں نعت میں
دل نے آکر ہاتھ تھاما، جو کہا لکھتا رہا

وہ سمجھتے ہیں خموشی کی زباں اس واسطے
اشک جو بہتے رہے وہ ثناء لکھتا رہا

☆☆☆

بشر کیا لکھے گا مقامِ محمد
خود اپنا قصیدہ ہے نامِ محمد

بَھلے سب خدا کے، بُرے سب ہمارے
حدیثِ محمد کلامِ محمد

شمیمِ مُعطّر، نسیمِ معنبر
ہوا جس طرف بھی خرامِ محمد

شعاعیں کرم کی، گھٹا رحمتوں کی
وہ صبحِ محمد، یہ شامِ محمد

ہر اِک کاسہ لبریز، ہر فاصلہ طے
زِ دستِ محمد زِ گامِ محمد

خدا ساری اُمت کو کر دے نمازی
طفیلِ رکوع و قیامِ محمد

یہ کعبہ کیا؟ تربیت گاہِ اُلفت
سکھاتا ہے جو احترامِ محمد

بنایا محمد کو خالق نے، آقا
بنی ساری خَلقت غلامِ محمد

یدِ مصطفیٰ میں سناتے تھے کنکر
پیامِ محمد، سلامِ محمد

نسیما! تیرے دن بھی کیسے پھرے جب
کُھلے گیسوئے مشکِ فامِ محمد

وہ ہر اُمتی کی شفاعت کریں گے
سنا دو یہ سب کو پیامِ محمد

ادیبؔ اب کوئی خوف دل میں نہیں ہے
وہاں پر تو لکھا ہے، نامِ محمد

☆☆☆

نغمہ زار زندگی

اے سکونِ قلب مضطر اے قرارِ زندگی
اے امینِ رازِ فطرت، اے بہارِ زندگی

تیری ہر ہر جنبشِ لب برگ و بارِ زندگی
تو دیارِ عشق میں ہے شہریارِ زندگی

تیرے قدموں کی بدولت تیری آمد کے طفیل
گلستاں ہی گلستاں ہے خارزارِ زندگی

تیرا قربِ خاص پا کر تیرے دستِ پاک میں
سنگریزے بن گئے ہیں شاہکارِ زندگی

جس نے پائی تیری نسبت ہوگیا وہ ذی وقار
اے فروغِ آدمیت، اے وقارِ زندگی

نعت کیا ہے درحقیقت نغمہ زار زندگی
کیونکہ جس کی نعت ہے وہ ہے قرارِ زندگی

شاعرانِ حُسنِ فطرت، صاحبانِ درک و فہم
ہے قدم بوسی میں ہر اک وضع دارِ زندگی

درس تیرا ظالموں سے جنگ، مظلوموں سے پیار
کتنی سادہ ہو گئی ہے وہ گزارِ زندگی

آدمی کو آدمی سے پیار کا نسخہ دیا
تو طبیبِ خلق ہے، تیماردارِ زندگی

تو نے آ کر دی نگاہوں کو بصیرت حُسن کی
ورنہ تھی محدود لفظوں میں، بہارِ زندگی

تو نے صحرائے تخیل میں لگائے گلستاں
اور چٹانوں سے نکالے آبشارِ زندگی

گونج اُٹھے نغمے لگائی تو نے جب مضرابِ عشق
بربطِ فطرت پہ تھا خاموش تارِ زندگی

بے خبر دنیا و مافیہا سے تو نے کر دیا
کیا شرابِ زندگی ہے، کیا خمارِ زندگی

روح و جاں کی سلطنت پر حکمرانی ہے تری
ہم غلامِ عشق ہیں، تو تاجدارِ زندگی

عشق کی دیوانگی کے سامنے سب ہیچ ہیں
توڑ دیتی ہے محبت، ہر حصارِ زندگی

تیرے پائے ناز کا اک لمس پا کر ہے رواں
چھن چھناتی، گنگناتی جوئبارِ زندگی

تیری توصیف و ثناء و مدح سے آراستہ
ہے ادیبِ خوش بیاں کا نغمہ زارِ زندگی

☆☆☆

جلالِ آیتِ قرآں کو جو سہار سکے
نبی کے دل کے سوا دوسرا مقام نہیں

وہ لذّتِ غمِ عشقِ رسول کیا جانے
درود جس کے لبوں پر نہیں سلام نہیں

وہ دشمنوں کا ہدف وہ قریش کا مظلوم
مگر کسی سے لیا کوئی انتقام؟ نہیں

خیال اس کے تعقب میں تھک کے بیٹھ گیا
سفر براق پہ اس کا مگر تمام نہیں

تمام عمر نہ پائے، ملے تو لمحوں میں
متاعِ عشقِ محمد مذاقِ عام نہیں

ادیبؔ ان کے ثناگو میں نام ہے میرا
مقامِ شکر کہیں اور میرا نام نہیں

☆☆☆

یا محمد نُورِ مجسّم، یا حبیبی یا مولائی
تصویرِ کمالِ محبت، تنویرِ جمالِ خدائی

تیرا وصف بیاں ہو کس سے، تیری کون کرے گا بڑائی
اس گردِ سفر میں گُم ہے جبریلِ امیں کی رسائی

تیری ایک نظر کے طالب، تیرے ایک سخن پر قرباں
یہ سب تیرے دیوانے، یہ سب تیرے سودائی

یہ رنگِ بہارِ گلشن، یہ گُل اور گُل کا جوبن
تیرے نورِ قدم کا دھوون، اُس دھوون کی رعنائی

مَا اَجْمَلَکَ تیری صورت، مَا اَحْسَنَکَ تیری سیرت
مَا اَکْمَلَکَ تیری عظمت، تیری ذات میں گُم ہے خدائی

اے مظہرِ شانِ جمالی، اے خواجہ و بندۂ عالی
مجھے حشر میں کام آجائے میرا ذوقِ سخن آرائی

تم سب سے پہلے مہاجر، گھر چھوڑا خدا کی خاطر
اس سنت پر جو چلے ہیں، آقا وہ ہیں تیرے فدائی

تو رئیسِ روزِ شفاعت، تو امیرِ لطف و عنایت
ہے ادیب کو تجھ سے نسبت، یہ غلام ہے تو آقائی

☆☆☆

م ح م د

روشنی کا عروج، ظلمتوں کا زوال
آئینہ بھی وہی، وہ ہی عکسِ جمال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

یہ ازل یہ ابد، نور کا ان کے قد
عشق اور حسن ہیں ان کے خال اور خد
تھے وہ موجود جب، جب نہ تھے روز و شب
ان کا کلمہ تھا جب، جب نہ تھے ماہ و سال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

ان کا جود و کرم، دشمنوں کو اماں
دستِ اعجاز دے، کنکری کو زباں
حق نے بخشی انھیں حکمتِ لازوال
روک دیں وہ حرام، اذن دیں وہ حلال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

اس جہاں میں کوئی ایسا آیا نہیں
دھوپ میں جو چلے اور سایہ نہیں
فرش تو فرش ہے عرش پر بھی نہیں
ایسی کوئی نظیر، ایسی کوئی مثال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

مانگنا تو کجا بے طلب ہی دیا
کون ایسا ہے جو، در سے خالی گیا
مجھ کو دکھلائیے، ایسا دامن کوئی
ایسا منگتا کوئی، ایسا دستِ سوال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

وہ اشارہ کریں، چل پڑے ہر شجر
روک دیں وہ اگر، ترک کر دیں سفر
روشنی اور ہوا، جنبشِ لب اِدھر
حرکتِ قلب اُدھر گردشِ ماہ و سال
کس کا اوجِ کمال، م ح م د

نُور ان کی اساس نُور ان کا لباس
نُور ان کا بدن نُور ہی پیرہن
جو بھی ان سے ملے ربّ سے وہ جا ملے
جو بھی دیکھے اُنھیں رَبّ کا دیکھے جمال
کس کا اوجِ کمال م ح م د

ان کی رحمت کے سایہ میں ہیں ہم سبھی
ان کے سائے میں ہیں ہم گنہ گار بھی
بخشوائے گی رحمت اُنھیں حشر میں
جو ندامت کے اشکوں سے ہوں گے نہال
کس کا اوجِ کمال م ح م د

☆☆☆

حُسنِ بہاراں، جانِ دوعالم، صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ اُمت، رہبرِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

عکس جمالِ حُسنِ الٰہی، رحمت رحماں ظلِّ پناہی
ختمِ رسالت، نعت اتم، صلَی اللہ علیہ وسلم

ایسی اِک تصویر بنائی، جس کا مصوّر خود شیدائی
ذکر ہمارا کیا، اور کیا ہم، صلی اللہ علیہ وسلم

ذوقِ سفر کو عرش مکاں ہے گردِ سفر میں کاہکشاں ہے
خادم ہیں جبریلِ مکرّم، صلی اللہ علیہ وسلم

جن کا مبارک نام اذاں میں، جن کا مقدس ذکر قرآں میں
سب سے مؤخّر، سب پہ مقدّم، صلی اللہ علیہ وسلم

صبح انہی کے شام انہی کے، گردش میں سب جام انہی کے
عظمتِ انساں رُتبۂ آدم، صلی اللہ علیہ وسلم

نیند ہماری چین ہمارا، نامِ محمد پیارا پیارا
غم کا مداوا، زخم کا مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم

ایک طرف سب خلقِ خدا ہے ایک طرف وہ صلِّ علیٰ ہے
ہر شے ان کی شان سے ہے کم، صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ سخن صد رنگِ گلستاں، جنبشِ لب آغازِ بہاراں
اُمی کی گفتار کا عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

عرشی فرشی جن و ملائک، حور و غلماں اور ادیبؔ
ان کی ثناء میں ہر پل ہر دم، صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆

کس نے بخشی ہے تاریکیوں کو ضیاء کون ہے روشنی کا جو مینار ہے
کون ہوتا مرے مصطفیٰ کے سوا، ایک ہی تو خدائی میں شہکار ہے

کون ہے وجہِ تسکینِ قلبِ حزیں، کون ہے مرہمِ زخمِ انسانیت
روزِ محشر ہے کس کا سہارا ہمیں، کون ہے عاصیوں کا جو غم خوار ہے

نعت گوئی ہو یا نعت خوانی مگر شرطِ اوّل ہے سوزِ جگر چشمِ تر
یہ میسر نہیں ہے کسی کو اگر، بوئے گُل بیچتا ہے، وہ عطّار ہے

اور کچھ ان سے پہلے نہ تم مانگنا، سوزِ دل مانگنا چشمِ نم مانگنا
یہ اگر مل گئے پھر وہ خود مل گئے، ان کے ملنے کا یہ ایک معیار ہے

کس کے نقشِ قدم کی ہیں مہتابیاں، روشنی روشنی، کہکشاں کہکشاں
رُوح مشکِ ختن، کس کی بوئے دہن، سیرِ فصلِ چمن کس کی گفتار ہے

کون ہے سارے عالم میں ایسا حسیں، جس کے در پہ حسینوں کی خم ہے جبیں
روکشِ خلد جس کی گلی کے مکیں، اور درباں فرشتوں کا سردار ہے

کس نے کاٹا ہے نفرت کی زنجیر کو، کس نے توڑا تعصب کی شمشیر کو
کس نے بدلا غلامی کی تقدیر کو، کون انسانیت کا نگہدار ہے

وہ جو اُمّی بھی علاّمِ اسرار بھی، ہاشمی، سیّدی اور ابرار بھی
اور تسکینِ قلبِ گنہ گار بھی، حشر میں عاصیوں کا مددگار ہے

تو ادیبؔ اور مداحِ مصطفیٰ کس قدر اوج پر ہے ترا مرتبہ
جس کی مدحت فرشتے کریں اور 'خدا' اُن میں اشامل یہ تجھ سا گنہ گار ہے

☆☆☆

بارہ ربیع الاوّل

من ناچت ہے من گاوت ہے تورا جنم دیوس جب آوت ہے
تورے نام کی بنسی سن سن کر مورے من کا کنول کِھل جاوت ہے

جب کوئی کوئلیا اَموا پر توری پریم کوی تا گاوت ہے
تورے پریم کا میٹھا میٹھا رس من آنگن میں برساوت ہے

توری بنسی باجت ہے من میں تورے گیت ہیں گلین گلین میں
ہر تان اگنی بن جاوت ہے مورا تن من سب جل جاوت ہے

وہ ہمرے کاج بنانے کو، وہ ہمرے بھاگ جگانے کو
آکاش سے دھرتی، دھرتی سے آکاش پہ جاوت آوت ہے

وہ مدھ بھرے نین وہ چندر بدن سنسار بنا جِن کے کارن
اُس نور مکٹ کے درشن سے سُورج کی کرن شرماوت ہے

بانٹے ہر دُکھیارے کا دُکھ، جو نام ہے دُکھیا من کا سُکھ
پگ راکھے وہ جس دھرتی پر ماٹی سونا بن جاوت ہے

جو لاج گئے کی لاج رکھے، منگتوں کے سر پر تاج رکھے
وہی گیان دھیان ادیب مورا، وہی مورا دھرم، کہلاوت ہے

☆☆☆

ہم میں تشریف لائے وہ شاہِ اُمم
آگئے آج ہم میں وہ شاہِ اُمم

دُور سب کر دیئے جس نے رنج و الم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم
مجھ سے عاصی پہ ہے جس کا اتنا کرم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

کس نے خون کے پیاسوں کی جاں بخش دی، اپنے دشمن کو گھر میں اماں بخش دی
کاٹ دی کس نے زنجیرِ ظلم و ستم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

خلق کس کا پسند آیا اغیار کو، پھول کس نے بنایا ہر اِک خار کو
بت کدوں سے نکالے ہیں کس نے صنم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

کس نے سائل کو دستِ مخیّر کیا، کس نے ظلمت کدوں کو منوّر کیا
کس کا محشر میں سایہ ہے ابرِ کرم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

کس نے تاریکیوں کو اُجالا دیا، کس نے گرتے ہوؤں کو سنبھالا دیا
کس کے پہنچے ہیں عرشِ بریں پر قدم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

کس کے در پر گدا جا کے سلطاں بنے، بت بناتے تھے جو، اہلِ ایماں بنے
کس کے آگے دوعالم کی گردن ہے خم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

اپنی جاں پر مصائب اٹھاتے رہے اُمتی کو غضب سے بچاتے رہے
ایسی لطف و عطا ایسا جود و کرم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

سرنگوں کو کیا اس قدر سربلند، ڈالتے ہیں وہ اب آسماں پر کمند
کس کے صدقے میں ہیں اُمتی محترم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

کس نے تہذیبِ عریاں کو پہنائی ہے عزت و احترامِ جہاں کی قبا
جہل کو عِلم کا کس نے بخشا علم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

خون آشام تلوار کے وہ دھنی، دولتِ عشق سے ہو گئے سب غنی
قلب کو سوز بخشا تو آنکھوں کو نم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

اُن کی رحمت کی یہ انتہا ہو گئی، ایک مجرم تھا جو اور گنہ گار بھی
اس ادیبِ سخن ور کا رکھا بھرم، وہ رسولِ خدا وہ شفیعِ اُمم

☆☆☆

اوجِ آسماں کو بھی زیرِ آسماں دیکھا
عرش کے برابر ہے ہم نے وہ مکاں دیکھا

واہ کیا مدینہ ہے رات ہو کہ دن ہر دم
ہر ہوا کے جھونکے کو ہم نے مدح خواں دیکھا

دھوپ دیکھی سائے میں سائبانِ رحمت کے
سو رہی تھی ٹھنڈک میں دھوپ کو جہاں دیکھا.

بوند بوند پانی کی شہد کو جو شرما دے
چہرہ چہرہ ذرّوں کا، حسنِ کہکشاں دیکھا

زائروں کے تلوے خود حال یہ سناتے ہیں
ریت مخملی دیکھی، خارِ نرم جاں دیکھا

اشک آئے مژگاں پر شوق میں حضوری کے
باوضو ہوئیں پلکیں آب جب رواں دیکھا

نغمگی ہواؤں میں شاعری فضاؤں میں
ایسا کب کہاں ہوگا ہاں مگر وہاں دیکھا

سب کی جھولیاں بھر کر جو کہے کہ مانگو اور
اس سخی کا در دیکھا اس کا آستاں دیکھا

عاصیوں کو تسکین ہے، دل جلوں کو راحت ہے
یہ ہوا مدینے کے آنکھ نے کہاں دیکھا

نام لو محمد کا اور پار لگ جاؤ
رب کو اُن کی اُمت پر اتنا مہرباں دیکھا

اُسوہَ محمد پر گامزن ہوئے جو بھی
ان کو سرخرو پایا ان کو کامراں دیکھا

جن کے جن کے ہاتھوں سے دامنِ نبی چھوٹا
تنگیٔ زمیں دیکھی دشمن آسماں دیکھا

فن کے قدردانوں میں فن ہی قدر و قیمت ہے
دل ادیبؔ کا صاحب کس نے اور کہاں دیکھا

☆☆☆

اُمیدیں لاکھ ٹوٹیں تم کرم پر ہی نظر رکھنا
یہ ان کا کام ہے اپنے غلاموں کی خبر رکھنا

تلاش نقشِ پائے سرورِ دیں عمر بھر رکھنا
جو مل جائیں تو پھر ان پر جبیں اپنی وہیں شام وسحر رکھنا

بس اتنا مختصر اس راہ میں زادِ سفر رکھنا
تمنّا دل میں رکھنا اور پلکوں پر گُہر رکھنا

محیط ان کی سماعت ہے زباں پر بھی مکاں پر بھی
تو پھر یہ بار منّت کیوں صباء کے دوش پر رکھنا

خداوند! وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکْ کے صدقے میں
ثناخوانوں میں ان کے روزِ محشر معتبر رکھنا

ادب کا بھی تقاضا ہے محبت کا بھی شیوہ ہے
زباں خاموش پلکیں آنسوؤں سے خوب تر رکھنا

سفینہ ہے ادیبؔ خستہ جاں ہے موجِ طوفاں ہے
اب اس کی آبرو طوفاں میں شاہِ بحر و بر رکھنا

☆☆☆

یادِ مدینہ میں دن گزرے آنسو پیتے پیتے، بہت دن بیتے
اس دوری سے تو بہتر تھا اور نہ اب ہم جیتے، بہت دن بیتے

کیسا زمانہ کیسی فضا تھی ان کا کرم تھا ان کی عطا تھی
شام سویرے، سبز سنہرے دید کی جام تھے پیتے، بہت دن بیتے

یاد ہے اب تک سارا منظر، شام و سحر یا رات میں اکثر
بیٹھ گئے تھے بابِ کرم پر، چاک گریباں سیتے، بہت دن بیتے

وجی ثناء بن بن کے اُترتی دل کے حِرا میں نعت محمد
صحن مسجد نبوی میں ہم روز یہ جام تھے پیتے، بہت دن بیتے

آس بندھی ہے پاس بلالو، ڈوب نہ جاؤں مجھ کو بچا لو
آس بندھے اور بندھ کر ٹوٹے، ایسے حال میں جیتے، بہت دن بیتے

ہار گیا تُو عشق کی بازی، کیسے ادیبؔ وہ ہوں گے راضی
اب وہ بلالیں تو ہم سمجھیں، ہار کے بازی جیتے، بہت دن بیتے

☆☆☆

یوں تو ہے لب پہ رات دن شوقِ وصالِ مصطفیٰ
دیکھیے کب نصیب ہو، دیدِ جمالِ مصطفیٰ

نورِ ظہورِ حق ہے کیا؟ نورِ جمالِ مصطفیٰ
ساری قرآن کی آیتیں ہیں کیا؟ حسنِ مقالِ مصطفیٰ

دل کا ہے کام، کام کیا؟ محوِ خیالِ مصطفیٰ
دیدۂ شوق ، شوق کیا، دیدِ جمالِ مصطفیٰ

عشق کا مدعا سنو، حسن کا منتہا سنو
ایک خیالِ مصطفیٰ، ایک جمالِ مصطفیٰ

غایتِ کن، حضور کے حسن کا اہتمام تھی
حشر جو ہوگا، ہوگا کیا، دیدِ جمالِ مصطفیٰ

قبر میں جو بھی آئیں گے دیکھ کے لوٹ جائیں گے
دستِ گناہ گار میں، دامنِ آلِ مصطفیٰ

مجھ سے گناہ گار کا رُوئے سخن تو دیکھنا
مدحتِ مصطفیٰ ہے اور مدحتِ آلِ مصطفیٰ

ان کی ثنا کے روز و شب، تیرا نصیب ہیں ادیبؔ
صبحِ فراقِ مصطفیٰ، شامِ خیالِ مصطفیٰ

☆☆☆

اے رونقِ بزمِ جہاں تم پر فدا ہو جائیں ہم
تم ہی تو ہو، جس کی ثناء مکتوب بر لوح و قلم

یا صاحب الجود و کرم، تم ہی سے ہے میرا بھرم
تم ہی سے ہے آقا مرے دل میں تڑپ آنکھوں میں نم

یا رحمت للعالمیں یا سرورِ دنیا و دیں
روزِ جزا تیرے سوا، کوئی نہیں پُرسانِ غم

ہم بے عمل، مجرم بھی ہیں، مجبور بھی، محتاج بھی
اِک بار سوئے عاصیاں، اے مہرباں، چشمِ کرم

خیرات تیرے نور کی، خورشید و ماہ و کہکشاں
صدقہ تری زُلفوں کا ہے، خوشبو ، صبا، موجِ ارم

کونین اک گوشے میں ہے دامانِ رحمت کے تری
مسند تری عرشِ بریں، سایہ ترا ابرِ کرم

لاکھوں برس سے دیدۂ روح الامیں کی روشنی
صدیوں سے گیسو کی قبا پہنے ہوئے سنگِ حرم

☆☆☆

سرمایہ اشکِ رواں، سایہ کُند بَر عاصیاں
من زاں سبب، در نیم شب، یا سیّدی، گریہ کُنم

اے باعثِ ایجادِ کُل، اے وجہِ تخلیقِ جہاں
ہے سجدہ گاہِ عاشقاں، آقا ترے نقشِ قدم

اے زینت وزیبِ جہاں، شرفِ بشر، رُوحِ اذاں
تو ہے پناہِ عاصیاں، بخشش تری شانِ کرم

رنگینیٔ قوسِ قُزح گردِ کفِ پا ہے تری
ہے مخزنِ اسرارِ حق، تیری جبینِ محترم

ماہِ عرب ماہِ مبیں اے رحمت للعالمیں
بعد از خدا کوئی نہیں تیرے سوائے محترم

یا رب ادیبؔ خوش نوا پر بھی کرم کی اِک نظر
نعتِ شہِ کونین میں چلتا رہے اس کا قلم

جب آبنائے نُور میں غوطے لگاتا ہے ادیبؔ
لاتا ہے موتی مدح کے کرتا ہے پھر نعتیں رقم

☆☆☆

نظام

(نظم قرآن)

حضور! کیا منہ ہے اب ہمارا جو پاس آئیں
وہ منہ دکھانے کے ہو جو قابل کہاں سے لائیں
وہ چہرہ جس پر ہو آپ کا غم
جسے حوادث نہ کر سکیں کم
وہ سر جو کٹ جائے پر نہ ہو خم
وہ آنکھ جس میں ہو عشق کا نم
وہ زخم جس کا ہیں آپ مرہم
جبیں وہ ایسی، فرشتوں جیسی
کہ فخر سے جس کو ہم جھکائیں
جب آپ کے آستاں پہ آئیں
یہ سب مگر اب کہاں سے لائیں
یہ جنس بازار میں نہیں ہے
بھرم تھا جس سے جہاں میں اپنا
وہ بات کردار میں نہیں ہے
حضور! ہم کیسے پاس آئیں
وہ منہ دکھانے کے ہو جو قابل، کہاں سے لائیں
ذرا سی لغزش پہ شرمساری
چراغ اس کے

وہ آپ سے عہدِ جاں نثاری
چراغ اس کے
جو نسبتیں آپ سے تھیں پیاری
چراغ اس کے
عروج کی داستان ساری
چراغ اس کے
اب ایک کر کر کے بجھ رہے ہیں
بکھر گیا جب وفا کا فانوس، چور ہو کر
ہوائے حرص و ہوس نے شب خون مارا اس پر
قریب ہو کر
بھٹک رہے ہیں، حضور! قدموں سے دور ہو کر
بجھے ہوئے یہ چراغ سارے جلائیں کیسے
حضور! ہم کیسے پاس آئیں
وہ منہ دکھانے کے ہو جو قابل، کہاں سے لائیں
پہن کے عیش و طرب کے چولے
اُتار کر ہر قبائے منصب
جوان بہنیں جو ناچتی ہیں
جوان بھائی کے روبرو سب
ہماری آنکھوں میں گھومتی ہے
وہ عہدِ ماضی کی داستانیں
حضور! آپ آئے تھے نہیں جب
اسی بُرائی میں تھے عرب سب

کبھی جو بنت بنی ہے وہ ماں
کبھی بنی جس کی آل میں ہے
شریک رقص و غناء ہے وہ بھی
نہ جانے کس کس خیال میں ہے
میرے وطن میں
میری اُمیدوں کے اس چمن میں
تلاش کرتی ہے آنکھ میری
پکارتا ہے ضمیر میرا
حیا عثمان......تو کہاں ہے؟
نبی کا احسان......تو کہاں ہے؟
خدا کا فرمان......تو کہاں ہے؟
نظامِ قرآن......تو کہاں ہے؟

حضور میرے وطن میں ڈاکو تمام رہبر
حفاظت جسم و جان اب تو
نہ گھر کے اندر نہ گھر کے باہر
حضور ڈر ہے وہ دن نہ آئے
میرے وطن میں
زکوٰۃ کی حاجتیں ہوں گھر گھر
امیر اتنے امیر بن جائیں
جیسے قارون
غریب اتنے غریب ہوں کہ

زکوٰۃ کی حاجتیں ہوں گھر گھر
حضور وہ دن کبھی نہ آئے

حضور میرے وطن میں مذہب
اُبھر رہا ہے فساد بن کر
تمیز جاتی رہی ہے اس کی
کہ صحن مسجد ہے یا ہے مقتل،
جو اس میں مارے گئے بیچارے
وہ امتی آپ کے تھے سارے
کہ جس نے مارا ہے وہ بھی گھر سے چلا تھا اپنے قرآن پڑھ کر
حضور! نوبت یہاں تک آئی کہ اب تو حمد و ثنا بھی
کرتے ہیں آپ کی لوگ نقد لے کر
مدینہ میں آئیں تو کیسے آئیں
وہ منہ دکھانے کے ہو جو قابل، کہاں سے لائیں
میرے وطن میں، میری اُمیدوں کے اس چمن میں

☆☆☆

غیر منقوط

رسول اللہ کی آمد سے اوّل
طلسمِ گُمرہی ہر سُو مسلسل

گروہِ آدمی محصورِ آلام
ہوا و حرص کا حامل وہ ہر گام

حرم کے گرد وہ گمراہ سردار
طمع، حرص و ہواؤ مکر، کردار

عدو کی طرح محکوموں کو مارے
سلوکِ مہر سے محروم سارے

ہر اِک دلدادۂ اوہامِ ساحر
دلائل اور ردّ و کد کے ماہر

وہ راس المال، دل کی سرد مہری
طمع محکم، حسد کی سطح گہری

گلوئے عدل آسودِ سَلاسِل
ہوا، آلودۂ سمِّ ہلاہل

روسا مصر کے، سردارِ مکہ
سوادِ روم کے عمّال و امراء

سلوکِ مہر سے محروم کُرّہ
عدو، اللہ کا آوے کا آوا

علالا آمدِ علاّمِ عالم
درودِ ہمدمِ اولادِ آدم

اِرم آرا ہوا صحرا کا موسم
سرودِ سرو، مولودِ مکرّم

صدائے طوطئ و طاؤس و طائر
وہ آئے دادرس، آئے وہ داور

سواری احمدِ مرسل کی آئی
وہ اُمی اور وہ معصوم داعی

وہ محکوموں کا حامی اور مددگار
وہ محکوموں کا ہمدم اور روادار

وہ اُمّی اور وہ اُمّ الکلامی
کرے اللہ سے وہ ہم کلامی

☆☆☆

شفیعِ الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

کہیں ابتدا تم کہیں انتہا تم
خیالوں کی حد سے ورئ الوریٰ تم
سحابِ کرم شانِ جود و سخا تم
مِرا مُدّعا تم، مری ہر دُعا تم
شفیعِ الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

عداوت پُرانی دلوں سے مٹائی
بُروں سے بھی کی تو نے ہر دم بھلائی
عجب شان کی تھی تری مصطفائی
شکم پر تو پتھر لبوں پر تبسم
شفیعِ الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

پیاسوں کو خوں کے اماں دینے والے
شجر کو حجر کو زباں دینے والے
یہاں دینے والے وہاں دینے والے
سخاوت کا دریا ہو بحرِ عطا تم
شفیعِ الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

تری معرفت میں کہاں لب کشائی
کہ تیرے ہی جلوے ہیں ساری خدائی
فقط عشق کی تیرے در تک رسائی
کہ دانائیاں تیری راہوں میں ہیں گم

شفیع الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

نگاہوں میں رحمت کے دریا تمہارے
غلام آج کیا چاہتے ہیں تمہارے
تمہاری نگاہِ کرم کے سہارے
ادیبِ خطاکار پر بھی ترحم

شفیع الوریٰ تم سلامٌ علیکم
رضائے خدا تم سلامٌ علیکم

☆☆☆

دُرود وسلام

رسول میرے، مِرے پیمبر، درود تم پر، سلام تم پر
کرم کی ہو اِک نگاہ ہم پر، درود تم پر، سلام تم پر

قرآن کیا ہے، تمہاری باتیں، تمہارے نغمے، تمہاری نعتیں
کہے گا کیا کوئی اِس سے بہتر، درود تم پر سلام تم پر

یہ لیلیٰٔ شب سنور رہی ہے، جو مانگ تاروں سے بھر رہی ہے
تمہارے قدموں کی دھول لے کر، درود تم پر سلام تم پر

تمہارے گھر کی فصیل قرآں، خدا کی قدرت تمہارا ایواں
خدا کی رحمت تمہارا دفتر، درود تم پر، سلام تم پر

یہ کلمہ لاشریک دیکھا تمھیں وہاں بھی شریک دیکھا
خدا ہی جانے یہ راز بہتر، درود تم پر، سلام تم پر

☆☆☆

لکھ خمیدہ ابروانِ مہربانِ خلق کو
قوس، محرابِ حرم، شمشیر، قدرت کی کماں

کاکُلِ مشکیں، خطا پوشی کا عنواں بے نظیر
لیلیٰ شب، جامۂ کعبہ، پناہِ عاصیاں

جنبشِ لب، گفتگو، طرزِ سخن، حُسنِ کلام
دل بَری، دل برونی، دل بستگیٔ عاصیاں

نورِ دندانِ مبارک کی چمک سے ماند ہیں
برق، ناسفتہ گُہر، کرنیں، ستارے، کہکشاں

بوئے زُلفِ احمدِ مختار، تجھ کو کیا لکھوں
عود و عنبر، مشک و کیسر، یا نسیمِ گلستاں

دیکھنا نقشِ کفِ پا کا ذرا حُسن و جمال
روشنی در روشنی اور کہکشاں در کہکشاں

گوشۂ دامانِ رحمت میں شہِ ذیشان کے
بحر و بر، ارض و سماء، لوح و قلم، کون و مکاں

رتبۂ اسمِ محمد، حمد پہ طرّہ ہے میم
اِک وسیلہ، ایک پردہ، واسطہ اِک درمیاں

اُن کے اندازِ کرم کے کیا کہوں کتنے ہیں نام
موجِ دریا، ابرِ باراں اور بحرِ بیکراں

دوستوں جب بھی دُعا مانگو تو یہ مانگو ضرور
اُن کی نسبت، اُن کا غم، اُن کی رضا، اُن کی اماں

اُن کے در سے کیا نہ پایا تجھ سے عاصی نے ادیبؔ
عشق و آنسو، غم ادب، احساس، اندازِ بیاں

☆☆☆

☆

عشق کا دعویٰ کرنے والے اپنی ہستی کو مت بھول
کون ہے ان کا سچا عاشق رب جانے یا جانے رسول

☆

عشق کے رنگ میں رنگ جائیں جب افکار تو کھُلتے ہیں غلاموں پہ وہ اسرار کہ رہتے ہیں وہ توصیف ثنائے شہِ ابرار میں ہر لحظہ گہر بار
ورنہ وہ سیّدِ عالی نسبی ہاں وہی اُمّی لقبی ہاشمی و مطلبی و عربی و مدنی اور کہاں ہم سے گنہ گار

آرزو یہ ہے کہ ہو قلب معطر و مطہر و منور و مجلیٰ و مصفیٰ درِ اعلیٰ جو نظر آئیں کہیں جلوۂ روئے شہِ ابرار
جن کے قدموں کی چمک چاند ستاروں میں نظر آئے جدھر سے وہ گذر جائے وہی راہ چمک جائے دمک جائے مہک جائے بنے رونقِ گلزار

سونگھ لوں خوشبوئے گیسوئے محمد وہ سیہ زُلف نہیں جس کے مقابل یہ بنفشہ یہ سیوتی یہ چنبیلی یہ گلِ لالہ و چمپا کا نکھار
جس کی نکہت پہ ہیں قربان گل برگ ثمن نافہ آہوئے ختن بادِ چمن، بوئے چمن، نازِ چمن، نورِ چمن، رنگِ چمن، سارا چمن زار

یہ تمنا کہ سنوں میں بھی وہ آوازِ شہِ جنّ و بشر، حق کی خبر، خوشتر و شیریں ز شکر حُسنِ فصاحت کا گہر، نطق کرے ناز سخن پر
وہ دل آرام صدا، نامِ خدا، جس پہ فدا غنچہ دہن طوطیٔ صد رشکِ چمن نغمۂ بلبل ز گلستانِ عدن، مصر و یمن جس کے خریدار

اِک شہنشاہ نے بخشے جو سمرقند و بخارا کسی محبوب کے رُخسار کے تل پر مگر اے سیّد عالم تیری ناموس تیری عظمت پر
اے رسولِ مدنی! ایک نہیں لاکھوں ہیں قربان گہِ عشق کے ہر کوچہ و بازار میں سر اپنا ہتھیلی پہ لیے پھرتے ہیں کرنے کو نثار

آپ کے ذکر میں ہیں نغمہ سرا سارے ہدی خوانِ عرب، نغمہ نگارانِ عجم، شوکتِ الفاظ ادب، عظمتِ قرطاس و قلم، بادِ صبا موجِ نسیم
دہنِ بلبلِ شیریں، لحنِ قمری و طوطی، شبِ مہتاب، ستارے، مَلک و حور و جناں جن کی نواؤں میں درودوں کا حصار

عشق کا رنگ بنا دیتا ہے عاشق کو بلالِ حبشی اور صہیبِ رومی اور اویسِ قرنی جن کی دو عالم میں نہیں کوئی مثال
عشق کے رنگ میں رنگ جاؤ میرے یار جو کہتا ہوں میں ہر بار تو اس کہنے میں ایک حسن ہے سچائی ہے ایمان کی حرارت ہے تو بندوں کا وقار

رفعنا لک ذکرک کی اس اِک آیہ توصیف کی توصیف میں، تفسیر میں تشریح و توضیح میں تضمین میں ہر عہد کی شامل ہے زبان
لبِ حسّان و رواحہ و لبِ فاطمہ و علی، عابدِ بیمار و بوصیریؒ، دہنِ عرفیؒ و جامیؒ لبِ سعدیؒ و رضا سب سرشار

عشق کے رنگ میں رنگ جائیں مہاجر ہو کہ پختون و بلوچ ہو کہ پنجابی و سندھی کسی خطہ کی قبیلہ کی زباں اس سے نہیں کوئی سروکار
جامۂ عشقِ محمد جو پہن لیتا ہے ہر خار کو وہ پھول بنا لیتا ہے دنیا کو جھکا لیتا ہے کرتا ہے زمانے کو محبت کا شکار

یہ مہاجر کی ہے صف اور یہ پنجابی کی پختون کی سندھی کی بلوچی کی جدا پڑھ کے دکھاؤ تو کسی شہر کی مسجد میں کبھی ایسی نماز
حرمِ کعبہ میں، عرفات کے میدان میں یا روضۂ سرکار پہ کیوں شانے ملاتے ہو وہاں کرتے نہیں رنگ کا اور نسل کا تم اپنی شمار

ایسا محبوب دیا حق نے تمہیں صلِّ علیٰ جس کا مماثل نہ مقابل کہ لقب جس کو حریصؐ کا دیا، اتنا کیا جس نے گنہ گاروں سے پیار
اے خدا ! اے شہِ کونین کے رب ! لفظِ حریصؐ کے سبب، ایک ہوں سب وہ عجمی ہوں کہ عرب تا کہ ملے اُمّتِ مرحوم کو پھر کھویا وقار

یا نبی ! آپ کا یہ ادنیٰ ثنا خواں، درِ رحمت کا گدا، دیتا ہے در در یہ صدا چاہتا ہے آپ سے چاہت کا صلہ اپنی زباں میں تاثیر
سن کے سب اہلِ چمن ، اس کا سخن ان کو بھی آجائے حیا، سر ہو ندامت سے جھکا، اور نظر دیکھے وہ اسلاف کی اُلفت کا نظارہ ایک بار

اے ادیبؔ ! اب یونہی الفاظ کے انبار سے ہم کھیلتے رہ جائیں مگر حقِ ثنا گوئی ادا پھر بھی نہ کر پائیں یہ جذبات و زبان و قلم و فکر و خیال
ان کی مدحت تو ملائک کا وظیفہ ہے صحابہ کا طریقہ ہے، عبادت کا سلیقہ ہے، یہ خالق کا پسندیدہ ہے قرآن کا ہے اس میں شعار

☆☆☆

مدحت سرورِ ذیشاں مری پلکوں پر
ہے یہ سرکار کا احسان مری پلکوں پر

نعت احمد ہے بصد شان مری پلکوں پر
اشک ہیں نعت کا عنوان مری پلکوں پر

دیکھ کر جذبہ حسان مری پلکوں پر
ہیں فدا لولو و مرجان مری پلکوں پر

کشت عصیاں مری بہی بہہ جاتی ہے دھل جاتے ہیں داغ
جب بھی آتا ہے یہ طوفان مری پلکوں پر

ذکر ہے صاحب قرآن کا لب پر میرے
اور ہیں نقطہ قرآن مری پلکوں پر

☆☆☆

اشک یادِ نبی میں جب نکلیں مشعل راہ بن کے آتے ہیں
عاشقِ مصطفیٰ کی منزل تک نقری راستہ بناتے ہیں

ہم کو پاسِ ادب ہے اس دَر کا جب درِ مصطفیٰ پہ جاتے ہیں
لب کو دیتے ہیں حکمِ خاموشی، حال دل اشک ہی سناتے ہیں

چشمِ تر کو تلاش کرتی ہے رحمتِ حق، یہ جان کر ہم بھی
داغِ دامن کے دھونے جاتے ہیں، داغِ دامن کے دھو کر آتے ہیں

ان کی رحمت کو جوش آتا ہے آ لپٹتی ہے مرے سینہ سے
میری آنکھوں سے ان کے قدموں تک میرے آنسو جو بہہ کے جاتے ہیں

ناز ان کے اگر اُٹھائیں نہیں، اشک بھی روٹھ جائیں، آئیں نہیں
غمِ طیبہ میں دل لہو کر کے پہلے مشروب اُنھیں پلاتے ہیں

جن کی آنکھوں سے روز و شب آنسو بہہ رہے ہیں فراقِ طیبہ میں
خود وہ جائیں نہ جائیں طیبہ تک، ان کے آنسو ضرور جاتے ہیں

خوگرِ ضبط ہیں ادیبؔ بہت، ان کے چہرے کو دیکھنے والو
ان کا باطن ہے جس طرح پنہاں، اشک بھی کب نظر میں آتے ہیں

☆☆☆

فارسی اشعار مع ترجمہ

عالماں را نیست ہرگز ایں خبر
مجرماں را عافیت از چشمِ تر

ترجمہ: عالموں کو اس بات کی خبر نہیں کہ گناہ کرنے والوں کی عافیت کا سبب چشمِ تر ہے۔

☆

عاشقاں را، اشک سرمایہ بود
روزِ محشر ایں چنیں سایہ بود

ترجمہ: آنسو تو عاشقوں کے لیے سرمایہ ہوتے ہیں اور یہی آنسو محشر میں ان کے لیے رحمت کا سایہ ہو جاتے ہیں۔

☆

روئے رحمت ہست سوئے مجرماں
از طفیل قطرۂ اشکِ رواں

ترجمہ: بہنے والے آنسوؤں کے طفیل رحمت خداوندی کا رُخ گناہ گاروں اور مجرموں کی طرف ہو جاتا ہے۔

☆

سجدۂ با چشمِ نم درِ التجا
می کند از بندگاں، راضی خدا

ترجمہ: اگر سجدہ ایسا کیا جائے کہ آنکھ نم ہو جائے تو ایسا سجدہ خداوند قدوس کو اپنے بندوں سے راضی کرا دیتا ہے۔

☆

دل کارِ خوں چکانی وَ غم کارِ گریہ ساز
بہر نمازِ عشق و برائے وضو کنم

ترجمہ: نمازِ عشق کچھ اور ہے اور اس کا وضو کچھ اور ہے، میں اپنی نمازِ عشق اس طرح ادا کرتا ہوں کہ دل میرا خون ٹپکاتا ہے اور غم میرے وضو کے لیے آنسو مہیا کرتا ہے۔

☆

سرمایہ اشک رواں، سایہ کند بر عاصیاں
من زاں سبب در نیم شب، یا سیّدی، گریہ کنم

ترجمہ: بہنے والے عشقِ نبی میں جو آنسو ہیں وہ عاشقوں کا سرمایہ ہیں اور یہی عاصیوں کے سر پر سایہ فگن ہوجاتے ہیں۔

یا سیّدی! میں اسی سبب سے آدھی رات کو اُٹھ کر گریہ وزاری کرتا ہوں

☆☆☆

☆

اے چشم برس، اتنا برس، اتنا برس تو
اتنا کہ نظر آئیں تجھے گیسوؤں والے

☆

یا صاحبِ جود و کرم، تم ہی سے ہے میرا بھرم
تم ہی سے ہے آقا میرے، دل میں تڑپ، آنکھوں میں نم

☆☆==☆==☆☆